



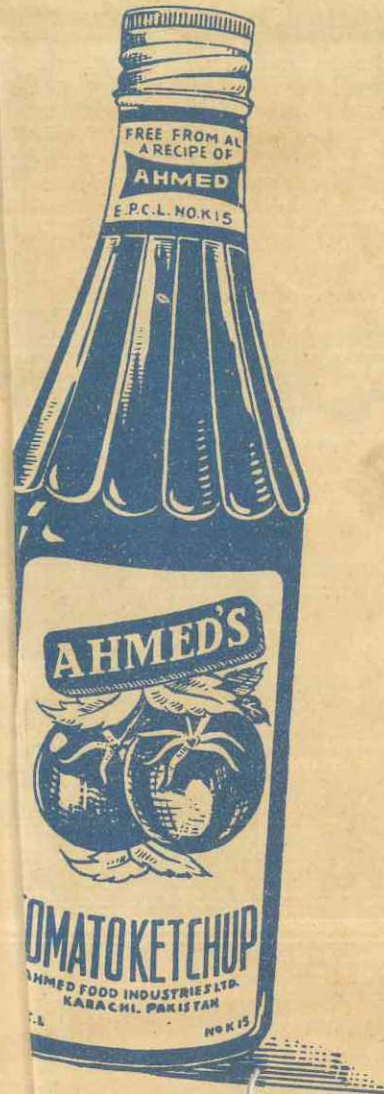
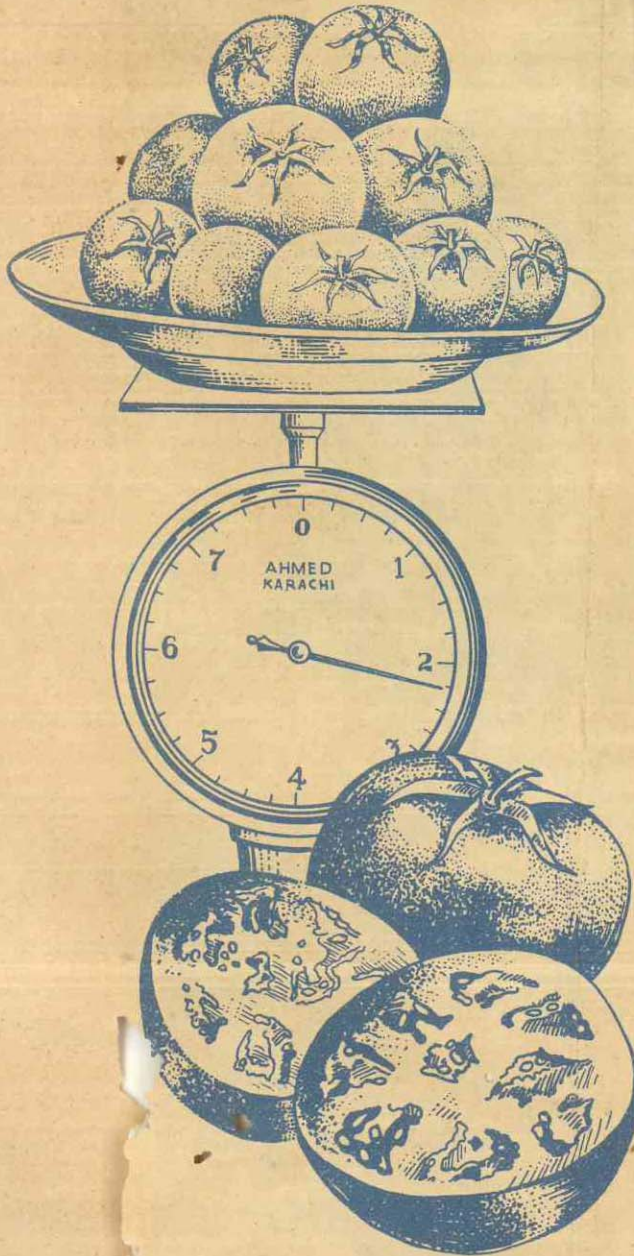
جون ۱۹۶۸ء

سبط اختر

قیمت
۲۵ روپے

ہر کھانے کو
زیادہ قوت بخش اور لذیذ بناتے ہیں
احمد کے ٹماٹو کیچپ کی ایک بوتل
۲ پونڈ ٹماٹوں سے بھر پور ہے

احمد اور آپ



احمد فوڈ انڈسٹریز لمیٹڈ کراچی

مَسْئُول

حیات و کائنات کا ترجمان

جون ۶۸ء

مدیر:-

سبط اختر

قیمت فی کاپی
(مغربی پاکستان میں)

۲۵ پیسے

سالانہ:- تین روپے
(شرقی پاکستان میں)

فہم کاپی ۳۵ پیسے

سالانہ:- چار روپے
(ہوائی جہاز سے)

ناشر:-

سبط اختر

طابع:-

مشہور پریس کراچی

پتہ:-

ایرویز ایمپلائز یونین پی آئی اے
برانچ کراچی ایئرپورٹ

فون: ۲۹۱۶۶ - ۲۹۱۶۷ / ۲۲۰۱۱

جلد ۵

شمارہ ۶

۱۵۱ سید
ناظم کراچی سامراج کے خارش زدہ کتے
اسرائیل کے بچوں سے چھڑاؤ

۵۰ اسے بطن
ذکی عباس

۷ صحبت مہرا کو بے کو
انفارمیل

۸ تہمت
نونی شتر

۱۱ مصائب
سبط اختر

۱۲ شاعری
پیغمبر انقلاب - نذر الاسلام

۱۳ این ڈی جات
اشیقا کا معمار اعظم - سید کارنو

۱۴ انجنت بگرامی کا خط ایک سبب ایئر
مکے نام

۱۹ منشور لائیکسور کا قیام
احفاظ الرحمن

۲۲ کرادو مرکزی کمیٹی کی دو سالہ رپورٹ

۳۰ حسیانہ

۲۵ مزدوروں کی خبریں
مکسان کا ہنگامی اجلاس شہباز پور

۲۶ بی آئی شیب دروز
آجئے محنت

۲۲ مسلم

۲۵ فارم رکنہ منشور

۲۰

۲۲



۱۹۳۱ء تا ۱۹۳۲ء
شاخہ لاہور

حبیب بینک لمیٹڈ

۱۲ کروڑ روپے

۶ کروڑ روپے

۶ کروڑ روپے

۴ کروڑ روپے

۸۵ء ۳۰ کروڑ روپے

منظور شدہ سرمایہ

جاری کردہ و جمع شدہ سرما

اداشہ سرمایہ

محفوظ سرمایہ

۳۱ دسمبر ۱۹۶۷ء کو جمیعہ رقومات

بوں کی تعداد - ۵۴۰



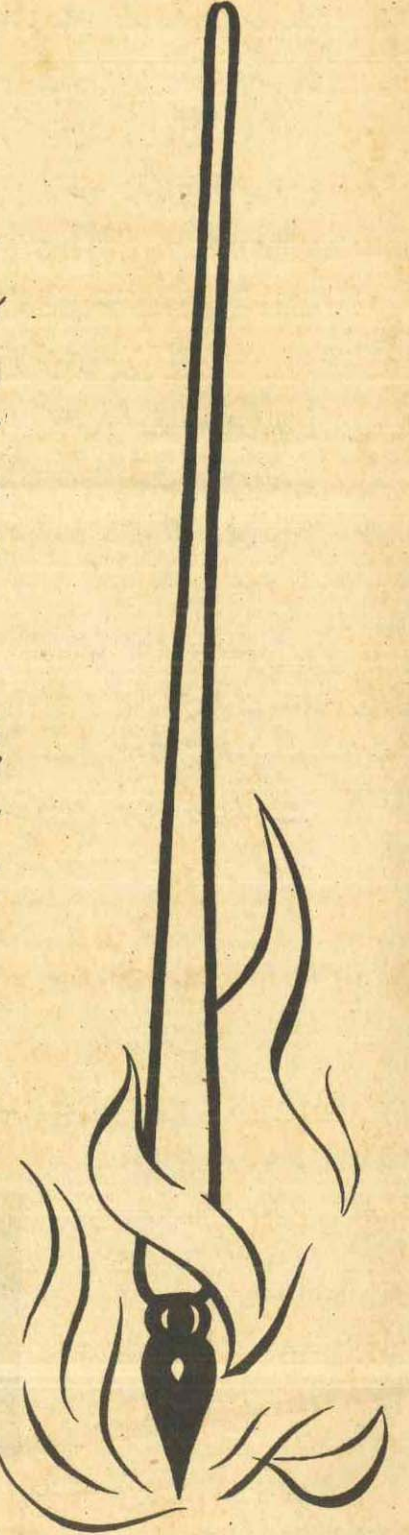
فاطمہ کو امریکی سامراج کے خارش زدہ کتے اسرائیل کے بچوں سے چھڑاؤ

تاریخ نے ہمیں بتایا ہے کہ ایک مرتبہ ایک قافلہ اپنی منزل کی طرف جا رہا تھا۔ ناگہاں کچھ بحری قزاقوں نے اس قافلے کو گھیر لیا اور ساز و سامان لوٹنے کے بعد اہل قافلہ کو گرفتار کر کے لے گئے۔ قافلے میں شامل ایک بے بس عورت نے ظالموں کے خلاف فریاد کرتے ہوئے امداد کیلئے پکارا تو ایک زبردست رزمیہ واقعے نے جنم لیا۔ اس غیر معمولی واقعے کے نتیجے میں نہ صرف یہ ہوا کہ امداد کیلئے آواز بلند کرنے والی عورت اور جس قافلے میں وہ عورت شامل تھی، اس قافلے کے اراکین کو آزادی ملی بلکہ یہ بھی ہوا کہ اس برصغیر کی معاشی، سیاسی اور تہذیبی زندگی میں نیا انقلاب آیا۔

مگر آج فلسطین کی ایک غیور بیٹی اور آزادی کیلئے مرٹنے والوں کی فوجی تنظیم — الفتح — کی ایک مجاہدہ — فاطمہ برناوی — امریکی سامراج کے خارش زدہ پالتو کتے اسرائیل کی قید میں ہے۔ تو کسی رزمیہ واقعے نے جنم نہیں لیا۔ آج سرزمین فلسطین کی اس دختر نیک اختر کی آنکھیں آزادی کے لئے ترس رہی ہیں، آخر یہ بات کیا ہے؟ آخر اتنی کربناک خاموشی کیوں طاری ہے؟ کیا ہم تاریخ صرف پڑھنے اور پڑھ کر بھول جانے کے لئے پڑھتے ہیں؟

آج اخبارات جنسی کہانیوں، چوری کی وارداتوں، کاغذی تنظیموں کے بے بنیاد خبروں، استقبالیہ تقریروں، الوداعی تقریبات کی تصویروں، ریاستی سربراہوں کی مبارکبادیوں سے تو بھرے ہوئے ہیں مگر ان میں کیا فاطمہ کے متعلق بھی کچھ ہے؟ فاطمہ اپنے دینی اور قومی بھائیوں کے لئے قید و بند کی تکلیفیں برداشت کر رہی ہے، اور دینی بھائی ہیں کہ ان کے لئے انتخاب میں جیتنے کیلئے سیاسی جوڑ توڑ میں مصروف ہیں۔

عربوں کی پچھلی پانچ روزہ قومی جنگ کے زمانے میں کچھ ضمیر فراموشوں نے عربوں کی شکست پر کچھ اس طرح تنقید و تبصرہ کیا تھا کہ جیسے ان سے زیادہ ملت مسلمہ کا غمگسار کوئی نہیں، کہ جیسے ان سے زیادہ جنگی چالوں کا ماہر کوئی نہیں، کہ جیسے ان سے زیادہ بہادر اور سہرا کوئی نہیں۔ مگر اس زمانے میں مصر و شام کی وقتی پسپائی پر بغلیں بچانے والے اعراب حکم۔ عرب مجاہدین آزادی از سر نو منظم ہو کر اور سر سے کفن باندھ کر میدان جنگ میں کود پڑے ہیں تو سارے نقلی شیر اور اصلی چوہے بلوں میں جا دیے ہیں۔ اب جماعت کے نام نہاد لائبرل الفتح کی سرفروشیوں کا اعتراف کیوں نہیں کرتے؟ اب بادشاہوں کی جوتیاں چاٹنے والے جھوٹے بدلتین فاطمہ برناوی کی ہمت و جرات کے ترانے کیوں نہیں گاتے؟ دراصل بات یہ ہے کہ امریکہ میں برسرِ اقتدار خونخوار اسرائیلی حکومت کے خارش زدہ کتوں کو بین الاقوامی



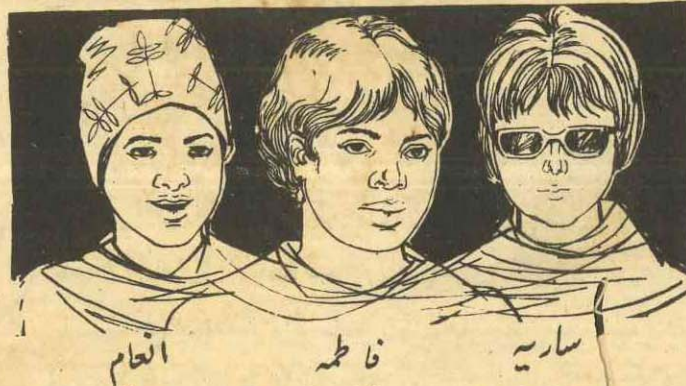
سیاسی جائزہ لیتے ہوئے انتہائی بے شرمی اور ڈھیسٹپن کے ساتھ اہل کتاب میں شمار کرنے والے سامراجی دلال اب تو گونگے ، بہرے اور اندھے ہو گئے ہیں اور کیوں نہ ہوں کہ آج ہر فلسطینی مجاہد عوامی جنگ میں عملاً شرکت کر کے سامراجیوں کے تابوت میں کیلیں ٹھونک رہا ہے جو انھیں منظور نہیں ۔ الفتح کے رضا کاروں کی ہر گولی ، سامراجیوں کے کلچے چھلنی کر رہی ہے ۔ فاطمہ کی ان گنت بہنیں بواہو سوس کی گود میں بیٹھ کر نامرادوں کی جنسی تسکین کرنے کی بجائے پرچم آزادی کے سائے میں دشمنوں پر دستی بموں سے وار کر رہی ہیں ۔ مشرق وسطیٰ ایک نئی کرد لے رہا ہے ۔ ملت عربیہ طویل نیند سے جاگ رہی ہے ، فلسطین کو مبارک ہو کہ اس نے زینب کے نقش قدم پر چلنے والی بیٹیاں جنی ہیں ۔ سودیت یونین کی زویا اور چین کی لیو ہولان فخر کریں کہ دختران فلسطین ، ان کے خون کا بدلہ ، خود ان پر ظلم کرنے والے ظالموں کے بھائی بندوں سے لے رہی ہیں ۔ الجزائر کی جمیلہ بواہو اور ویت نام کی نجون تھی چاؤ کو مزدہ ہو کہ اب فاطمہ بربادی بھی ان کی صفوں میں شامل ہو گئی ہے ۔ اور فلسطین کی نامور مجاہدہ زرقا تو بھی خوشی سے بھجھو لی نہ سما کہ آج تیرے وطن کی بیٹیوں کی رگوں میں تیرا ہی خون دوڑ رہا ہے اور وہ دار و رسن کی ہر آزمائش میں پوری اتر کر ، تیرا ، تیرے وطن کا اور تیری قوم کا نام روشن کر رہی ہیں ۔

دینام کی عوامی جنگ کو باطل پرستوں کی جنگ قرار دینے والے منافق اور بزدلوں نے آنکھیں تو کھولو اور دیکھو کہ آج خود فلسطین کی عوامی جنگ اور فاطمہ کی جدوجہد آزادی کی گرمی سے سامراجی غلامی کی زنجیریں پگھل رہی ہیں اور وہ وقت دور نہیں کہ جب تمہیں ملنے والے ڈالر ، پونڈ اور ریال کا سونا بھی پگھل چھل کر گندمی نالیوں میں بہنے لگے گا اور تمہارا اپنا حشر بھی انسان اور اعلیٰ انسانی قدروں سے غداری کرنے والوں کے حشر سے مختلف نہیں ہوگا ۔

فاطمہ اور دیگر مجاہدین فلسطین مسلمان ہیں ، مظلوم ہیں ، قوم پرست ہیں ، سامراج دشمن ہیں ، عوام دوست ہیں اور ان میں ، لہذا ہر مسلمان ، ہر مظلوم ، ہر قوم پرست ، ہر سامراج دشمن ، ہر عوام دوست اور ہر انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ فاطمہ اور اس کے تمام ساتھیوں کو امریکہ کے خارش زدہ کتے اسرائیل کے پنجوں سے چھڑانے نیز فلسطین کی عوامی جنگ کو تقویت پہنچانے اور الفتح کی کامیابی کیلئے امریکہ اور اسرائیل کے طرفداروں اور پٹھوؤں پر نہ صرف زبردست اور بھرپور بلکہ کاری اور فوری وار کرے ۔

فاطمہ کو رہا کر دو

فلسطین پر اسرائیل کے غاصبانہ قبضے کے خلاف فوجی تحریک آزادی الفتح میں شریک ہونیکے الزام میں غرقید کی سزا دی ہے ۔



ساریہ فاطمہ انعام

فاطمہ بربادہ اور اس کی ساتھی خواتین مجاہدین کی مدد کرنے کے لئے بین الاقوامی مہم میں عوام سے اپیل کی گئی ہے کہ اس بربریت کے خلاف آواز اٹھائیں ۔



بچے جن کو سیاست میں حصہ لینے، سیاست پر ان بننے اور بنانے کا حق حاصل ہے؟ اس سوال کا جواب ہم کیا دیں کہ ہمیں خود یہ حق حاصل نہیں ہاں اتنا ضرور کہیں گے کہ اتنی جالالی سے سب کو سیاست باہر کر دینا، بذات خود ایک سیاست ہے۔

مذکورہ ساری باتیں سنستے سنستے کان پک گئے اور پڑھتے پڑھتے آنکھیں پتھر آگئیں۔ مگر آپ نے یہ بھی نہ سنا اور کبھی نہ پڑھا ہو گا کہ جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کو سیاست میں حصہ لینے کا حق نہیں ہے، مٹھی بھر افراد پر مشتمل اس نظام اور لیٹے طبقے کو سارے سیاسی کھیل کھیلنے کا ہی حق نہیں بلکہ اپنے مفادات کا تحفظ کرنے والی سیاست کو چیلانے کے لئے معاشرے کے ہر فرد کو استعمال کرنے کا بھی کھلا حق ہے، یہ طبقہ اپنی لیڈری چمکانے کیلئے مزدوروں، کسانوں، عورتوں، دانشوروں، طالب علم ہر مندوں اور تو اور خود غنڈوں کو بھی اٹوٹاتا ہے، پیسے دے کر بھاگ دوڑ کا سارا کام دوسروں سے کرواتا ہے، اور لیڈر خود بنتا ہے، گویا کہ سیاست تو ذرا اور زمین والوں کو زیب دیتی ہے اور اس غار زار میں ذرا زمین سے محروم لوگوں کے لئے ایک لچر جیل قلمی کرنا ممکن نہیں۔ اگر واقعی یہ بات ہے تو پھر سیاست، سیاست نہ ہوئی کاروبار بھری کہ جتنا لگاؤ گئے اتنا ہی پاؤ گئے۔ دوسرے کاروبار میں تو کھانے کا امکان ہے، مگر اس میں وہ بھی نہیں کہ نقصان اور خالصے کو روکنے دور کرنے اور دوبارہ پورا کر لینے کے بھی پورے پورے مواقع موجود ہیں۔

ان باتوں کا مطلب تو یہ ہو کہ سیاست بھی طبقاتی ہے، حسب طرح سے ایک طبقہ ذرائع پیداوار اور پیداوار پر، بالفاظ دیگر معیشت پر قابض ہے۔ بالکل ہی اسی طرح یہ طبقہ سیاسی اداروں پر بھی قبضہ کرے ہوئے ہے اور یہ سیاسی قبضہ اس کے معاشی قبضے کے تحفظ کی ضمانت فراہم کر رہا ہے ظالم طبقے نے مظلوم طبقے کو جکڑ کر بند کر رکھا ہے اور اس ضمن میں سیاست کا بھی اتنا ہی مستیاناں کر کے رکھ دیا ہے کہ ہر ایماندار شریف اور صاحب ضمیر فرد سیاست سے نفرت کرنے اور اسے مکرو فریب اور عبادی و دکاری سمجھنے لگے۔ حالانکہ اگر حقیقت دیکھی جائے تو سیاست ایک انسان کے دوسرے انسان کے ساتھ ان تعلقات کا نام ہے جو۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر انسان کے باہمی معاشرتی مسائل کو حل کرنے کے لئے اختیارات کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اگر یہ اختیارات ظالم طبقوں کے ہاتھ میں ہیں تو سیاست ظلم و جور اور لوٹ کھسوٹ کرنے کا ذریعہ ہے اور اگر یہ اختیارات مظلوم طبقوں کے ہاتھ میں ہیں تو سیاست پیار و محبت اور انصاف و مساوات کے حصول کا طریقہ ہے۔ پہلی شکل میں سیاست منفی ہے اور انسانوں کی ایک انتہائی قلیل و محدود و حقیر اقلیت کیلئے ہے اور دوسری شکل میں یہ مثبت ہے اور انسانوں کی ایک انتہائی کثیر و لا محدود اور عظیم اکثریت کے لئے ہے۔ جتنی بات اپنی سمجھ میں آتی ہے وہ تو یہی ہے۔

ہاں آخر میں ایک بات اور کہنی ہے کہ جیتے ہوئے چولہے پر اگر ایک پانی سے بھرا ہوا مہر بن رکھا ہو ہے اور پانی متقل گرم ہو رہا ہے تو ایک مذاکرہ کیا ضرور آئے گا کہ جب پانی میں میہم ہونے والی، درمسلل پڑھتی ہوئی گرمی سے وہ برتن خواہ کتنا ہی مضبوط ہو نہ ہو، پھٹ جائے گا، خود آتش فشاں پہاڑوں کی مثالیں بھی وجود ہیں۔ جب پانی اور آتش کے ذریعے (باقی صفحہ پر)

سیاست کیلئے؟ سیاست کس کے لئے ہے؟؟ اس قسم کے سوالات آج کل عام طور پر عام انسانوں کے لئے موضوع بحث بنے ہوئے ہیں۔ ان میں سے اگر سب نہیں تو کچھ پہلو ہم سب کے نزدیک یقینی طور پر غور طلب ہیں۔ ایک رجحان کسی نہ کسی طرح سے عملی سیاست کو سب سے منوعہ قرار دینے کا ہے اور لطف یہ کہ مذکورہ مخالفت کے ساتھ ساتھ با وزن اور منطقی دلائل بھی موجود ہیں۔ مثلاً مزدور ملکی پیداوار اور قومی ترقی کے ذمہ دار ہیں۔ انھیں سیاست کے چکر میں نہیں پڑنا چاہئے، طلبہ اگر علما سیاست میں حصہ لیں گے تو ان کا مستقبل یعنی قوم اور ملک کا مستقبل تباہ و برباد ہو جائے گا، عورتیں اول تو ناقص العقل پھر روٹی منہ پائی کی ننگراں اور گھر بار کی ذمہ دار ہیں انھیں تو از خود سیاست سے دور رہنا چاہئے، کسان بیچارے بھڑے بھڑے، سب کا پیٹ بھرنے والے، ان بیچاروں کو بھلا اتنی فرصت کہاں کہ سیاست کے کھیل کھیلیں، اساتذہ اذکار شعرا، افسر و دانشوروں کو تعلیم و تربیت اور تخلیق فن کے لئے مکمل سکون قلب اور ذہن کی ضرورت ہے انھیں تو سیاست کے ہنگاموں سے کوئی واسطہ ہی نہیں، اب رہے ڈاکٹر، حکیم، انجینئرس، مساندان وغیرہ جیسے افراد یہ سب قوم کے محسن ہیں، صحت عامہ اور تعمیر نو کے فرائض انھیں برعائد ہوتے ہیں اگر انہوں نے سیاست کا مزہ اچھک لیا تو پھر ان کا کام کون کرے گا، رہ گئے ملازمت، پیشہ اور چھوٹے موٹے کاروباری لوگ، جو خود زندگی سے ہزار ہیں، دھرتی کا بوجھ ہیں، پیٹ کے مارے ہوئے ہیں انھیں اتنا ہوش کہاں کہ سیاست کے میدان میں قدم رکھیں۔ اب کون بچا، کھلاڑی، پہلوان، فلمی اداکار اور ان کے دوسرے آزاد پیشہ بھائی بند، تو انھیں خود اپنے شوق کے مقابلے میں کسی دوسرے کام کے لئے مرنے کی فرسخت نہیں۔ رہ گئیں رنڈیاں اور بچرے وغیرہ، سودیہ بیمار معاشرے کی ضرورت ہوں تو ہوں مگر یہ صحت مند معاشرہ کی خدمت کے اہل نہیں ہیں۔ آخر میں سرکاری نیم سرکاری ملازم آتے ہیں، افواج کے سپاہی رہ جاتے ہیں سوان کے لئے تو سیاست حقیقتاً سب سے منوعہ قرار دے دیجیئے۔ انھیں سیاست سے کیا تعلق؟

یہ ہے اس رجحان کا ایک واجب اور مختصر سا ذکر۔ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ اس معاشرے کے سوارا کین ہیں تو اب باقی کتنے

اس کے بدلے میں بھارت روس کو انڈیمان اور نکو بار جزائر کے فوجی اسے فوجی اڈے استعمال کرنے کی اجازت دے گا۔

اقتصادی امداد کے میدان میں کوسین بریڈنٹ لوٹے نے گزشتہ تین سال میں بھارت کو ساڑھے سات ارب روپے کی امداد عطا کی ہے اور یہ رستم روسی ترمیم پسندوں کی "غیر ملکی جو دوسنی" کی قہرست میں پہلے نمبر پر ہے۔ اسی بات کو زیادہ واضح طور پر بھی بیان کیا جاسکتا ہے کہ خروشیف حکومت نے دس سال میں بھارتی رجعت پرستوں کو جو پونے چار ارب روپے کی امداد دی تھی یہ رستم اس سے بھی دو گنی ہے بھارت نے اس عرصے میں جو بڑی امداد حاصل کی ہے روسی امداد اس کا ۱۳۵ فیصد بنتی ہے اور امریکی امداد کے بعد دوسرے نمبر پر آتی ہے اس امداد کے ذریعے روس نے بھارت کی فولاد کی صنعت کے پڑھتے پر تیل کی صنعت کے پڑھتے پر اور برقیاتی صنعت کے پڑھتے پر قبضہ حاصل کر لیا ہے۔

بھارت میں سوویت ترمیم پسندوں کی اقتصادی میدان میں وسعت کے ساتھ ساتھ گزشتہ چند سال میں دونوں ممالک کی تجارت میں بھی خاصہ اضافہ ہوا ہے۔ اور اب یہ عالم ہے کہ امریکہ اور برطانیہ کے بعد بھارت کی غیر ملکی تجارت میں روس کا تیسرا نمبر آتا ہے اس طرح روسی ترمیم پسند لوٹے نے "امداد" کے پڑھے میں بھارتی رجعت پرستوں سے اپنا انقلاب دشمن گٹھ جوڑ اور بھی مضبوط کر لیا ہے اور اب روس بھارت کو فوجی امداد دینے والے ملکوں میں پہلے نمبر پر قرضہ دینے والوں میں دوسرے نمبر پر اور تجارت کر مولے ملکوں میں تیسرے نمبر پر آتا ہے بھارت کے علاوہ خروشیف کے جانشینوں نے انڈونیشیا کے فاشسٹ فوجی حکمرانوں کی انڈونیشی محب وطن افراد انقلابی عوام کا قتل عام کرنے پر بڑی حوصلہ افزائی کی ہے۔ مغربی کابینہ مان اور دوسرے علاقوں میں انقلابی عوام کو کچلنے کیلئے جو جہاز استعمال کیے جاتے ہیں، وہ اسی روسی حکومت کے فراہم کردہ ہیں، انڈونیشی رجعت پرستوں کو سازگار حالات مہیا کرنے کی غرض سے روسی ترمیم پسندوں نے نومبر ۶۶ میں سوہارتو ناسوشن لوٹے کے ایک ارب بیس کروڑ امریکی ڈالر کے قرضے کی ادائیگی ملتوی کرنے پر رضامندی دے دی۔ روسی حکمرانوں کی انڈونیشی انقلاب سے یہ غداری اتنی بھیانک تھی کہ اٹلی کے جریدے "ادانتی" نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ گرملین نے قتل عام کے ذمہ دار سوہارتو ناسوشن کے ریاستی خزانے سے خیر سگالی کا آناز بردست مظاہرہ کیا کہ اس نے لاکھوں انقلاب پسندوں اور ان کے اہل خاندان کو تہ تیغ کر نیکلے خریدے جانے والے اسلحہ جات کی قیمت کی وصولی اذراہ کرم ملتوی کر دی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سوویت ترمیم پسندوں کے نزدیک موثر پرستی اس عظیم مقصد سے بھی بالاتر ہے، جس کے لئے لاکھوں انڈونیشی انقلابی عوام نے اپنی جانیں نچھاور کر دیں۔

گرملین کے نئے زار شاہی حکمران اپنی عوام دشمنی اور انقلاب دشمنی میں آنا آگے بڑھ گئے ہیں کہ انہوں نے جاپانی عسکریت سے اپنا گٹھ جوڑ اور بھی مضبوط کر لیا ہے۔ جاپانی رجعت پرستوں کے دل جیتنے کی غرض



روس

ان دنوں روس کی ترمیم پسند حکومت ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے بدترین رجعت پرست ملکوں سے تعلقات بڑھانے میں بڑی سرگرمی دکھا رہی ہے، موجودہ روسی حکومت کے ان اقدامات کا مقصد اور نتیجہ کیا ہے، محکوم نیم محکوم اور انقلاب پسند ملکوں کی جدوجہد آزادی کی صحیح راہ متعین کرنے کیلئے اس کا جائزہ لینا ضروری ہے تاکہ موجودہ برسر اقتدار روسی لوٹے کے کردار سے دھوکہ کھا کر یہ ممالک اپنی جدوجہد میں کوئی ٹھوکر نہ کھاسکیں۔

گزشتہ سال جون میں روسی ترمیم پسند لوٹے کے سردار کوسین اور امریکی سامراج کے سرغنہ جانسن کے مابین امریکی مشہرہ گلاسبرو میں خفیہ بات چیت ہوئی تھی۔ اس گفتگو میں چین کی مخالفت کے سیکلے کو "اہم ترین" اور وسیع ترین مشترکہ مفادات کے حامل مسئلے کی حیثیت دی گئی تھی۔ چین دشمنی کا مقصد حاصل کرنے کیلئے روسی ترمیم پسند لوٹلہ ایشیا میں چین کے مخالفت ممالک خصوصاً بھارت کو امداد دینے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتا۔ اس لوٹے نے چین کے خلاف امریکہ کی جارحانہ پالیسی کی پیروی میں اور چین کے گرد محاصرہ قائم کر نیکی غرض سے بھارت کی رجعت پرست حکومت کو نوٹے کروڑ امریکی ڈالروں کی قیمت کے برابر "فوجی امداد" دی ہے۔ یہ امداد ۱۹۶۲ء میں چین پر بھارت کے ناکام جارحانہ حملے کے بعد سے اب تک کے عرصے میں دی گئی ہے اور یہ رستم چونٹیس کروڑ ڈالر کی اس رستم سے کہیں زیادہ ہے جو امریکی سامراج نے اسی عرصے میں بھارت کو دی ہے۔ روسی ترمیم پسندوں کی اس "فوجی امداد" میں ہوائی جہازوں، توپخانے، ٹینکوں، جنگی جہازوں، آبدوزوں، ہوائی جہازوں، اور دوسرے جدید ترین ہتھیاروں کی بہت بڑی تعداد شامل ہے۔ اس سال جنوری میں کوسین کے دورے بھارت کے بعد روسی ترمیم پسندوں نے بھارت کو مزید فوجی امداد دی اس امداد میں آداز سے تیز رفتار والے ۱۰۰ سے زائد ایس یو ۷ لڑاکا بمباریارے چار آبدوزیں، ۱۰۰ ٹینک اور دو رمار توپوں کی بڑی تعداد شامل ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ مغربی پالیسی کے انکشافات کے مطابق بھارت نے حال ہی میں روس کے ساتھ ایک بحری معاہدہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کے تحت روس بھارت کو اب بڑے جنگی جہاز دے گا اور

”وطن پرست جھلکیاں“ نے محنت کش طبقے کو گمراہ کرنے، اور سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کو عملی امداد دینے، پر سودیت لٹے کی اچھی طرح خبر لی ہے۔

روسی حکمران لٹے نے صرف ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے انقلابی عوام کو پھیلنے میں ہی امریکی سامراج کی حاشیہ برداری نہیں کی ہے بلکہ جب امریکہ کے مظلوم انقلابی افراد امریکی عوام نے امریکی استحصال نظام کے خلاف عملی جدوجہد شروع کی تو بھی روسی لٹے نے اپنے منہ میں امریکی حکومت کی زبان رکھ لی، امریکی حکومت کے نقطہ نظر کو اچھا اور افراد امریکی سیاہ فام عوام کو عملی جدوجہد ترک کر کے ”پرامن“ ذرائع اختیار کرنے کی ترغیب دی۔ روس کی مزدور انجمنوں کی مرکزی کونسل کے جریدے ”ٹروڈ“ نے ”اربریل اور ٹاس“ نے ”اربریل کی انشاعتوں میں امریکہ کے سیاہ فام باشندوں کو یہ کہہ کر بیوقوف بنانے کی کوشش کی کہ اگر ایک بارویت نام کی جنگ ختم ہو جائے تو امریکی اجارہ دار سرمایہ دار طبقہ اور اس کا سرغنہ جانسن جہ امریکی عوام پر ظلم و ستم روا رکھ رہے ہیں اپنے ملک کے عوام کی فلاح و بہبود پر اپنی پوری توجہ اور تیس ارب ڈالر سالانہ کی خطرناک جو دیت نام کی خوفناک تحریک پر توجہ کی جارہی ہے، امریکی عوام کے حالات زندگی بہتر بنانے پر صرف کر سکیں گے۔ اس طرح انہوں نے انقلابی افراد امریکی عوام کو امریکہ کے اجارہ دار سرمایہ دار طبقے کی رجعت پرست حکومت کے آگے سر جھکانے کی ترغیب دی۔ مارٹن لوتھر کنگ کے بہیمانہ اور مشرکانه قتل کے بعد روسی ترمیم پسند پریس نے اس حادثے کے متعلق امریکہ کے سرکاری حکام کے بیانات کو نمایاں طور پر شمع کیا اور جانسن مفرے وغیرہ جیسے لیڈروں کے ان بیانات کو وسیع پیمانی پر، جن میں ان لیڈروں نے اس حادثے پر ”رنج و غم“ اور ”ترندگی“ کا اظہار کیا تھا اور اس کے بہانے تھے۔ ”اربریل کی اشاعت میں روسی ترمیم پسند پریس نے ”ترقی پسند امریکہ غم و اندوہ میں“ کے ذریعہ عنوان فیچروں میں ایسی رپورٹیں شائع کیں جن میں مارٹن لوتھر کنگ کی باوقار جانسن کو گرجا میں جاتے ہوئے، جعفری کے تجنیز و تکفین میں شرکت کرتے ہوئے اور وہاں باؤس پر امریکی پرجیم کو سرنگوں حالت میں دکھایا گیا تھا اس طرح سودیت پریس نے امریکی حکمران طبقے کے منہ پر آئینہ کے آئینوں کو سیاہ فام عوام سے ہمدردی اور امداد کا روپ دیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے ”شہر ہی ہنگاموں“ کے بارے میں خصوصی مشاورتی کونسل کی کافی عرصہ پہلے پیش کردہ ایک رپورٹ بھی شائع کی۔ اس رپورٹ کی مکارانہ نوعیت اس بات سے ظاہر ہوتی ہے کہ اس میں امریکی حکام کے کچھ ”اصلاحات“ کرنے کی تجویز پیش کی گئی تھی تاکہ افراد امریکی جدوجہد کو ٹھنڈا کیا جاسکے۔ اس کے باوجود ”ٹروڈ“ کی ”اربریل کی اشاعت میں ایک مفکون“ یہ لکھا گیا کہ ”ایک سنجیدہ ذہن رپورٹ ہے“ اور یہ کہ اسکی منشا ”سماجی اصلاحات کے لئے ایک مصلحت پرور گرام“ پر مشتمل ہیں۔ ”اربریل“ کو ٹاس کی ایک رپورٹ میں بھی ”راگ آلا باگیا“ اس طرح دنیا بھر رجعت پرستوں کا ساتھ دے کر روسی ترمیم پسند حکمران لٹے امریکی سامراج

سے انہوں نے جاپانی سرمایہ کاروں کے آگے کھٹنے ٹیک لئے ہیں اور انہیں سامبریا کے وسائل استعمال کرنے کا پورا حق دے ڈالا ہے۔ یہ سودیت یونین کی حاکمیت اعلیٰ کو بچ ڈالنے کی بدترین مثال ہے اور اس نے سودیت قوم کی گردن شرم سے جھکا دی ہے۔

اس کے علاوہ سودیت ترمیم پسند لٹے نے ملائیشیا کے رجن لٹے اور تھائی لینڈ، برما اور دوسرے رجعت پرستوں سے یارا نہ گانٹھ لیا ہے۔ گزشتہ سال کے دوران روس کے حکمران لٹے کے حکام ان ملکوں کے رجعت پرستوں سے کھلم کھلا اور خفیہ طور پر ملتے رہے۔ سودیت ترمیم پسند پریس نے ڈھٹائی کے ساتھ اعلان کیا کہ جنوب مشرقی ایشیائی اقوام کی انجمن جیسے ایشیائی ممالک کے رجعت پرستوں نے قائم کیا ہے کوئی ”منفی چیز“ نہیں ہے۔ بھارتی روزنامے، ”ٹائمز آف انڈیا“ نے انکشاف کیا کہ برطانوی لیبر حکومت کے سوتلے مشرق سے قبل از وقت فوجیں بھارت کے فیصلے کے بعد روسی ترمیم پسندوں نے نام نہاد دفاعی مقاصد کے بارے میں انڈیشیا اور ملائیشیا کے رجعت پرستوں کے درمیان سمجھوتہ قائم کرانے کی کوششیں شروع کر دیں۔

سودیت ترمیم پسندوں کی ان سرگرمیوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے ممالک کے رجعت پرستوں نے ان کے گمبھیزانہ مقصد ان ملکوں میں رجعت پرست حکومتوں کو قائم رکھنا اور انہیں اپنے ملک کے انقلابی عوام کو پھیلنے میں مدد دینا ہے انڈونیشیائی مجاہد وطن اور انقلابی عوام کو تہ تیغ کرنے کیلئے سوہارتو کے فاسٹ فوجی لٹے کو امریکی سامراج اور سودیت ترمیم پسند لٹے دونوں ہی نے تھپتھپا کر گولہ بارود فراہم کئے تھے۔ حالانکہ اب ان ملکوں میں رجعت پرستوں کے چہرے بے نقاب ہو چکے ہیں مگر سودیت ترمیم پسند ابھی تک ان کے چہروں کو لیب پوت کر بظاہر خوشنما بنانے میں ننگے ہوئے ہیں، سوہارتو کی فاسٹ حکومت کی ”ایک آزاد مملکت جو سامراج سے سرگرم بریکار ہے۔“ کہہ کر قصیدہ خوانی کی جاتی ہے اور ملائیشیا کو نیم نوآبادیاتی نظام کی پیداوار نہیں سمجھا جاتا، افریقہ میں سودیت یونین نے شہید لومبا کے قاتل موبو ٹوکی کچھ بتلی حکومت کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کر رکھے ہیں۔ موبو ٹوڈہ شخص ہے جسے امریکی سامراج نے تراش خراش کر کاٹکھو پر مسلط کر دیا ہے، روسی حکومت نے ایک فوجی انقلاب کے ذریعے برسر اقتدار آنے والی گھانا کی رجعت پرست حکومت سے دوستانہ تعلقات استوار کرنے کا یقین دلایا ہے، روسی ترمیم پسند لٹے نے لاطینی امریکہ کے ملکوں میں بھی یہی سب کچھ کیا ہے اور وہاں بھی ڈکٹیٹروں کی مدد کی ہے اور اصول پرستی کی راہ سے جھٹک کر ان قابل نفرت حکومتوں کے ماتھے مضبوط کئے ہیں۔

ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ میں یہ لٹے بوری تندہی سے خرافات پھیلانے میں مصروف ہے اور ”پرامن تبدیلی“۔ ”پاریمانی راستے“ اور نام نہاد ”غیر سرمایہ دارانہ راستے“ کا راگ الاپ رہا ہے۔ اس غدار کی ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے عوام بھرپور انداز میں مذمت کر رہے ہیں بھارتی انقلابیوں کے ایک رسالے ”پیٹر بلاک امنیسی سنسر“

اے وطن

کی انقلاب دشمن "عالمی حکمت عملی" کے ساز کا ایک ایک تار بن گیا ہے اور ایسی پرفریب دھنیں ایجاد کر رہا ہے جو خود امریکی سامراج سے بھی زمین سکتیں جانشن حکومت کے ایک اعلیٰ افسر الویل ہیری مین نے گزشتہ سال سوویت امریکی کچھ جوڑکے باسے میں کھلم کھلا "متوازیت" "مفادات میں مطابقت" کی بات کی۔ اس سلسلے میں واشنگٹن ایوننگ اسٹار نے اس بات پر اطمینان کا سانس لیا کہ کلاسکرو میں جانشن کو سیکن ملاقات کے بعد دونوں جانب سے "تعاون و اشتراک" میں اضافہ ہوا ہے۔ اس اخبار نے لکھا کہ روس اور امریکہ کے "مفادات مشترک" ہیں اور یہ کہ انھیں "ہم آہنگ اقدامات" کرنا چاہئے۔ اب یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے کہ وجہت پرست حکومتوں سے ساز باز کر کے روسی ترمیم پسند حکمرانوں نے اپنے "آٹکے نعمت" کی توقعات پوری کی ہیں۔

امریکی سامراج کے گرتے ہوئے کھنڈروں کی درباری کرنے والے روسی ترمیم پسند حکمران خواہ اس کی گرتی ہوئی دیواروں کو مسبارا دینے کی کتنی ہی کوشش کیوں نہ کریں، دنیا بھر کے انقلابی عوام اس کو جڑ بنیاد سے اکھاڑ کر ہی دم لیں گے یہ انقلابی عوام یہ بھی جانتے ہیں کہ امریکی سامراج سے لڑنے کے ساتھ ہی ساتھ انھیں جدید ترمیم پسندی کے خلاف بھی صفت آرا ہونا پڑے گا جس کا مرکز سوویت ترمیم پسند حکمران ٹولہ ہے۔

GLOBE TRAVELS

Quality * Dependability * Service

More than 70% Pakistanis Who Travel Abroad

Consult us

Globe Travel Service (Pak.) Limited

(I.A.T.A. Approved Travel Agents & Tour Operators)

Finlay House, McLeod Road, Karachi-2

Phones : 228501 (3 Lines)
Direct Lines :

221303, 230131, 221149
220438, 220439, 235014
221243, 229927.

Branches :

New York-London-Lahore-Mangla-Rawalpindi-Islamabad-Peshawar-Dacca-Khulna-Sylhet.

کوئی شخص اپنے ہاتھ کی کھائی ہوئی روزی سے بڑھکر اچھی روزی نہیں کھاتا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سقل	کبیر	بروزید رسول	کبیر	عمر لیفکل	جیہرسن	پیری لاری	کمال الدین مند	گورکی	ابودغفاری
غالب	نہ	غلام الثقلین	فلجی	عمر شحال	جوہر	افطیہ	عزیزین	چینوف	وہیاتی
بہدہا	حلی	نینو سلطان	جہر برکی	انت	شیر	کنفیوشس	امراء القہیر	ولس	حافظ
مارک	ارسطو	برکارڈشا	مولی علی	برکک	اسپونین	امری قادی	الکمالہ صلافا	روزویلک	خیم
نیونن	روسو	دستووسی	امیر علی	جبران	جولین سی	کرشن جہن	ظاہر الملک امی	السلفی	سحری
جناح	شیلی	ابن رشد	جس زیدان	انیپولین	ہیلنگ	کولول	علاء الدین شوق	ژول	ابوالفضل
شیکپیر	گوٹے	جیمز ہری	غلام الدین	جالیوس	سرسینک	ابوالکریم	حسان بن ثابت	مالزاک	البیرونی
اقبال	نذرا اسلام	نیازہ خوری	عزالی	واسیلین	ہنگ	عبداللطیف بھٹائی	فیاض سارتر	میان	فیضی
فرانز	ڈارون	اینی بسک	والنیز	تلیو دار	لینن	ابن بطوطہ	تالہ دال	پکاس	فروسی
طبری	جوش	پریم چند	شاہ ولی اللہ	لنکن	شان سین	جابر بن حیان	خالدا ادیب	موتزارک	مافزے تنگ
گبن	ملن	بوعلی سینا	مذمہ	کنک	نکرخص	جہان پور	سکندر اعظم	شہید	مہ

مصیبت میں پریشانی اور بے چینی مصیبت کو دگنا کر دیتی ہے۔ حضرت علیؑ

میرے دوستو زندگی کے معنی کھانا، پینا چلنا پھرنا، سو رہنا اور منہ سے بولے جانا نہیں ہے۔ زندگی کے

معنی یہ ہیں کہ صفات خاص کے ساتھ نام کو شہرت عام ہو اور اسے بقائے دوام ہو۔ محمد حسین آزاد

دشمن سے وحشی قوم بھی سائنس اور آرٹس کے بغیر جی سکتی ہے لیکن لڑ پھر کے بغیر زندگی مشکل ہے۔ ناصر علی دہلوی

کچھ بننے کے لئے انسان کو اپنی ذاتی صلاحیتوں سے کام لینا پڑتا ہے، بغیر ذاتی صلاحیتوں کے کوئی اہم

کارنامہ انجام نہیں دیا جاسکتا۔ مگر اس معاملے میں ہمت افزائی بہت ضروری ہے۔ مرزا ادیب

انسان جب زندگی میں ہر لحاظ سے مسرور اور کامیاب ہو تو لا محالہ بے لاش اور نیک دل بھی ہو جاتا ہے۔ قرۃ العین حیدر

جسے طرح دیوار کا ہر پتھر اپنے نچلے پتھر سے جڑا ہوا اور مربوط ہوتا ہے اسی طرح قوموں کی جدوجہد میں تمام واقعات

ایک دوسرے سے پیوستہ اور مربوط ہوتے ہیں۔ جمال عبدالناصر

انسان اپنی خوشی کا آپ خالق ہے۔ تھوریو

برائی سے بچنے کا نام نیکی نہیں ہے بلکہ نیکی یہ ہے کہ بدی کی خواہش تک دل میں نہ رہے۔ نامعلوم

ان سے زیادہ قابل رحم غلام کوئی نہیں جو اس دہم میں مبتلا رہتے ہیں کہ وہ آزاد ہیں۔ گو مہٹے

عقل مند آدمی اپنے سارے اندھے کبھی ایک ٹوکری میں نہیں رکھے گا۔ سر وینٹس

اگس پہاڑوں کو سرکانے کا ارادہ ہے تو پہلے دروں کو سرکانا سیکھو۔ ایک کہاوت

جس نے کا وجود نہیں اسے ہم اعتماد سے پیدا نہیں کر سکتے۔ ٹینیسن

انقلاب کی ناکامی کوئی جبر نہیں لیکن اس ناکامی کے اسباب کو عوام سے چھپانا قابل معافی جرم ہے۔ لینن

دنیا کا سب سے بڑا اور بدترین گناہ افلاس ہے، زنا کاری، قتل، غبن، ڈاکہ زنی، رشوت خوری پوری

شراب خوری اور جوار۔ یہ تمام گناہ افلاس کے مقابلے میں مجسم نیکیاں ہیں۔ میرنار ڈشتا

زندگی کی مصیبتیں ہلکی کرنا چاہتے ہو تو زیادہ سے زیادہ مصروف و مشغول رہو۔ والٹیر

خوش خلقی کے یہ معنی ہیں کہ چھوٹے موٹے امور میں بھی مروت سے کام لیا جائے۔ میکالے

نوٹشتر

سپٹ اختر

جماعت اسلامی کے ایک ترجمان ہفت روزہ ایشیاء لاہور کی ۲۸ اپریل ۶۸ء کی اشاعت میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے :-

”آء بے چارے چین مسمات“

اس مضمون میں سارا زور اسی بات پر دیا گیا ہے کہ چین کا پروتاریہ ثقافتی انقلاب صرف مسلمانوں کو ختم کر نیچے لئے شروع کیا گیا ہے۔

اگر آپ بھارت کی جن سنگھ کے اخبارات و رسائل کا مطالعہ فرمائیں تو اس میں بالکل ایسی ہی تحریریں آپ کو اس عنوان سے ملیں گی :

”آء بے چارے چین ہندو“

اور امریکی اخبارات و رسائل میں

”آء بے چارے چین عیسائی“ کا عنوان ہوگا

بالنریاں ضرور الگ الگ ہیں مگر راگ ایک ہی ہے، سامراجی پروپیگنڈہ۔ کوئی ان عقل کے دشمنوں سے پوچھے

”کیوں حضرت۔ یہ چین کے صدر لیو شاؤچی صاحب اور ان کے چیلے چائے جو اس ثقافتی انقلاب کا نشانہ ہیں۔ کیا یہ مسلمان ہیں۔ ہندو ہیں۔ یا عیسائی۔“

اس سلسلے میں ہماری جماعت اسلامی کا نظریہ تو بفضل خدا بالکل واضح ہے اور اس میں کوئی خاص پرہیز نہیں ہے۔ اس کے نزدیک ہر سامراجی، سامراجی ایجنٹ، سرمایہ دار، جاگیردار اور ان کا ایجنٹ خواہ کہیں کا بھی ہو، کسی بھی مذہب کا ماننے والا ہو، مسلمان ہے، اور ہر

سکھراجی پروپیگنڈے کا ایک گڑبڑی بھارت اور چائیکدستی سے تیار کیا گیا ہے۔ یعنی ہر ملک کے اپنے ماحول اور حالات کے مطابق پروپیگنڈے کو مذہبی رنگ دے دیا جائے۔ ایک سامراجی مہم جب بھارتی جن سنگھ بھارت میں چلاتی ہے تو اس میں ہندو دھرم کا ردنا روٹی ہے وہی مہم پاکستان میں جماعت اسلامی اسلام کا لیبل لگا کر اچھالتی ہے اور امریکی سامراجی ایسی مہم کے لئے حضرت عیسیٰ کی امت کو میدان کرنے لگتے ہیں سوچنے کی بات یہ ہے کہ چین کے عظیم پروتاریہ ثقافتی انقلاب کے

بانے میں ساری دنیا جانتی ہے کہ وہ چین کی حکومت اور چینی کمیونسٹ پارٹی کے اندر چھپے ہوئے سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے ایجنٹوں کی سیج کئی کرنے کی غرض سے شروع کیا گیا ہے اور اپنے اس مقصد میں اس ثقافتی انقلاب نے جو کامیابیاں حاصل کی ہیں ان پر دنیا بھر کے عوام محنت کش عوام، سامراج دشمن جاگیردار سرمایہ دار دشمن طبقے نے جشن منائے ہیں، کوئی صحیح الدماغ انسان یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ اس ثقافتی انقلاب کا کسی بھی مذہب سے کسی قسم

بالنریاں مختلف ہیں مگر راگ ایک ہے

سامراج دشمن، جاگیردار و سرمایہ دار دشمن کو یہ غیر مسلم سمجھتی ہے خواہ وہ کتنا ہی بابتہ صوم و صلوة مسلمان ہو۔ یہی نظریہ جماعت اسلامی مختلف تحریکوں کے لئے رکھتی ہے۔ روس میں بھی جب تک عظیم رہنما اسٹالن حیات تھے اور وہاں سامراج کے خلاف مہم زوروں پر تھی تو جماعت اسلامی اس کے خلاف بھی یہی شور مچاتی تھی کہ مسلمانوں کو قتل کیا جا رہا ہے، مصر کے جمال عبدالناصر، جب بھی امریکہ کے خلاف کسی شدید مہم کا آغاز کرتے ہیں، جماعت اسلامی کے نام نہاد ”علماء“ ان کے خلاف کفر کے فتوے لیکر نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ انڈونیشیا کا عظیم رہنما سوہارٹو اپنی سامراج دشمنی کی وجہ سے جماعت اسلامی کے لڑکچڑ میں کافر کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں، منشوہیں امریکی سامراج سی آئی اے، سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے خلاف آواز اٹھاتی جاتی ہے

تو جماعت اسلامی کے غنڈے اس کے خلاف رات کی تاریکی میں دیواروں پر

قد آدم پوسٹر چپاں کرتے اور چوروں کی طرح پمفلٹ تقسیم کرتے پھرتے ہیں

۶۔ الزام وہی پرانا ہوتا ہے، اسلام دشمنی کا۔ اور یہی الزام چین کے عظیم پروتاریہ ثقافتی انقلاب کے خلاف پروپیگنڈہ مہم میں کام آتا ہے۔ لیکن جب اسی جماعت اسلامی کے آقا امریکی سامراجی اپنی بلیک میلنگ کی ہوس پوری کرنے کیلئے اپنے رسالوں میں پیغمبر اسلام کی توہین کرتے ہیں۔ یہ امریکی دلال جماعت اسلامی اپنے امریکی آقاؤں کی حمایت میں انٹا ان مسلمانوں کی مذمت کرتی ہے جو سامراجیوں کی اس ذلیل حرکت کے خلاف اپنی نفرت کا اظہار کرتے ہیں اور ان مسلمانوں کو جماعت اسلامی ”سرخ غصہ“ کا نام دیتی ہے، یہی جماعت اسلامی کا اصل کردار ہے اور یہی اس کا اصل اسلام ہے۔

بھارت میں جن سنگھ اور ہندو مہاسبھا کا کارڈ بار کیسے چلے ؟

پاکستان میں جماعت اسلامی کو امریکی امداد کیسے ملے ؟

چنانچہ چین کے ثقافتی انقلاب سے بوکھلا کر امریکی سامراج نے مختلف

ملکوں میں اپنے زرخند یا ایجنٹوں کو ہوشیار کیا اور انھیں اس کے خلاف

مہم چلانے میں ترکیب نمبر ۱ استعمال کرنے۔ یعنی مذہبی رنگ دینے کی بطور خاص

ہدایت کی۔ بس دوسرے ہی روز سے

— بھارت میں جن سنگھ اور ہندو مہاسبھا نے شور مچانا شروع کر دیا۔ کہ چین میں ہندوؤں کا قتل عام ہو رہا ہے

— پاکستان میں امریکی سامراج کی قدیم نمک خوار اور خدمت گزار جماعت اسلامی نے چیخا۔ شروع کر دیا کہ چین میں مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے

— خود امریکہ سے یہ آوازیں بلند ہو رہی ہیں کہ چین میں عیسائیوں کا قتل عام ہو رہا ہے۔

منتشر

شاعر بغاوت پیغمبر انقلاب

نذر الاسلام

وقت اور زمانوں کے ساتھ انسانے زندگی کے مختلف شعبوں میں تبدیلیاں دیکھ رہے ہیں۔ لیکن کائنات کے ہر شے تغیر پذیر ہے۔ دراصل تغیر ہی انسانے ہستی کا مرکز ہے۔ فلسفہ ہے، لیکن اسے تغیر کے باوجود بھی انسانے ہستی سے بعض ایسی حقیقتیں وابستہ ہیں جو زمانے کے انقلاب اور وقت کے تغیرات کے باوجود بھی ناقابل ترمیم و تینخ ہیں، یہ حقیقتیں بھی کائنات کا ایک بنیادی حصہ ہیں جو بنی نوع انسان کے اس وقت تک رہنائے کرتے رہیں گے جب تک انسان اپنے بنیادی مقصد کو حاصل نہیں کر لیتا۔ دراصل بعض ایسی ہستیاں اور ان کے لائن پیغامات بنی نوع انسان کے رہنائے کرتے ہیں اور اسے رہنائے کے ساتھ ہی انسان کو اپنا مقصد حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ قاضی نذر الاسلام

چیز ان ہی گنجینہ میں سے ہیں جو علاقے زبان رنگ و بو کے تمام گہرے امتیازات سے بے نیاز ہو کر بنی نوع انسان کی رہنمائی کیلئے پیدا ہوئے تھے ان کے پیغام کی آفاقیت کو محدود نہیں کیا جاسکتا اور نہ انھیں کسی علاقے ملک یا مذہب و ملت سے منسوب کر کے دوسرے علاقے دوسری زبان اور دوسرے نوع کے لوگوں کو ان کے عظیم پیغام سے محروم نہیں رکھا جاسکتا۔ دراصل قاضی نذر الاسلام کو ابھی وہ مقام نہیں مل سکا ہے، جس مقام کے وہ مستحق تھے، دور کیوں جلیئے ابھی خود پاکستان میں نذر آل پر توجہ سے کام نہیں کیا گیا، گو ہماری فہرست میں شاہ عبداللطیف، وارث شاہ خوشحال خان ٹھٹک اور اقبال جیسے شاعر ہیں، لیکن اگر عالمانہ سطح پر توجہ سے مطالعہ کیا جائے تو قاضی کا پیغام اور ان کا کلام سر بلند نظر آتا ہے ان نظموں کے مطالعے کے بعد ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ ہمارے آج کل کے مسائل سے آشنا ہیں اور نہ صرف آشنا ہیں بلکہ ان مسائل سے مضطر ہو کر ان کا حل بھی تلاش کرتے ہیں، حالانکہ یہ شاعر تقریباً گزشتہ بیس سال سے جسمانی طور پر بالکل خاموش اور زمانے کے انقلابات سے بالکل بے نیاز ہیں۔ لیکن ان کی خاموشی کے پس پردہ ہمیں ایک باغی کی گھن گرج سنائی دیتی ہے۔ وہ اپنی مشہور آفاق نظم دو دھروہی (باغی میں میں کہتے ہیں)۔

اپنی خودی کے علاوہ میں کسی کے آگے سر نہیں جھکا تا
میں کو ندے کی لبیک اور جلی کی جھک ہوں
میں سورہ اسرافیل کی صدائے بازگشت ہوں
قیامت کے دیوتا کا چہرہ اور جبریل کا عصا ہوں

میں آتش کا پر کالا ہوں اس دنیا کو جلا کر خاک کر دوں گا
میں وہ قہقہہ ہوں جو روح سے نکلتا ہے
میں اس بوسیدہ سماج کا دشمن ہوں اور اس کیلئے خطرہ عظیم ہوں
دراصل قاضی نذر الاسلام ان مفکرین میں سے ہیں، جنہوں نے حق و باطل کے درمیان حد فاصل قائم رکھی ہے۔ وہ باطل سے شکر انا اور ظالم کو تہہ و بالا کرنا جانتے ہیں۔ قاضی نذر الاسلام ہر نوجوان کو یہ پیغام دیتے ہیں کہ آگ کا ایک شعلہ بن جاؤ۔ جو اس مکروہ خواہش پرست اور منحوس معاشرہ کو جلا کر خاک کر دے ان کا یقین تھا کہ باغی کو شکست نہیں ہو کر تی اس لئے کہ اس کی بغاوت کا انحصار حق و انصاف پر ہوتا ہے، دراصل وہ اس جذبے کو ہی انسان کی فطرتی کائنات سمجھتے ہیں، ان کا باغی ایک ہاتھ میں پرچم بغاوت لئے ہوئے، اور دوسرے ہاتھ میں غضبناک مشعل لئے ہوئے آگے کی جانب ہی بڑھتا رہتا ہے کیونکہ وہ اسے آفتاب کی تپش اور آفتاب کی رانی سے تعبیر کرتے ہیں، وہ انسان کو زمین پر اس وقت مکمل ترین انسان سمجھنے کے قائل ہیں جب ظالم کے سر کو چل دیا جائے اور ایوان سرمایہ داری کی سنگ بنیاد کو ہلا دیا جائے۔

قاضی کا ایمان ہے کہ کسی بھی قیمت پر حق و باطل کے درمیان معاہدہ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ حق کا سر ہمیشہ بلند اور باطل کی تنگ پیشانی ہمیشہ سرنگوں رہتی ہے، جب انسان کے حقوق پر ڈاک ڈالا جائے جب انسان کی بنیادی آزادی کو سلب کر لیا جائے، جب تقریر و اشاعت کے اختیار پر پابندی نافذ ہو جب غیر شرعی طریقوں سے ہمارے حقوق سے محروم

ان احساسات سے بے نیاز ہے کہ گوئے افریقی میں یا کہ امریکی، وہ اس امتیاز سے نا آشنا ہے کہ وہ دیندار میں یا لادین وہ تو یہ جاننا چاہتا ہے کہ آیا وہ ظالم ہیں یا مظلوم اور اگر وہ مظلوم ہیں تو وہ ان کا میسیہ ہے۔ اگر دیت نام کی خندقوں سے لغزہ حق بلند ہوتا ہے، اگر دیت نام کی جانیوں سے کلمہ آزادی گونجتا ہے تو قاضی انھیں اپنا خون دینے کیلئے تیار ہے وہ خون جو آزادی کی دیوی مانگتی ہے۔ وہ خون جس سے عنوان آزادی مرتب کیا جاتا ہے، آج ساری دنیا کو قاضی کے پیغام کی ضرورت ہے اور خاص طور سے ان مظلوم اقوام کو جن کی آزادی کو یا تو باہر سے آنے والوں نے سلب کر رکھا ہے یا جن کی آزادی کو دیک کی طرح وطن کے غداروں نے چاٹ لیا ہے۔ قاضی چاہتا ہے کہ ان تمام پابندیوں سے بے نیاز ہو کر ہر قدم آنکے کی جانب بڑھنا چاہئے اور چونکہ ایسے ہر قدم کی قدریں نسخ و نصرت ہوگی۔ چنانچہ وہ کہتا ہے دلوں میں جگمگا تا جذبہ افتخار لئے اور ہاتھوں میں شمشیر ابدار لئے۔

ناممکنات کی تلاش میں روانہ ہو جا

قاضی نذر الاسلام کا یہ پیغام تھا کہ ظالم کی عمر مختصر ہوتی ہے اور اس مختصر مدت کے دوران یہ بد نصیب بڑے جوش و خروش سے اپنی کامیابی کے مواقع پر چراغاں کرتا ہے تم انھیں چراغوں سے اپنے شعلوں کو منور کر لو اور اس کے ایوان کو جلا کر خاک کر دو۔ نذر اس وقت تک نوجوانوں کو چین سے بیٹھنے نہیں دیتا، جب تک حق کی فتح نہ ہو جائے بلاشبہ اس منزل حق کو حاصل کرنے میں بے شمار مشکلات سے گزرنا ہوگا۔ قاضی نے خود اپنے فلسفیانہ انداز میں زندگی کی مشکلات کا تذکرہ کرتے ہوئے زندگی کی مقصدیت پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کا خیال ہے کہ جس زندگی میں مشکلات نہیں اس زندگی کا مقصد کچھ بھی نہیں جس منزل کی راہ میں چٹائیں اور پہاڑ نہ ہوں وہ منزل سراب سے زیادہ اور کچھ بھی نہ ہوگی۔ قاضی نے بڑے حسن و جمال کے ساتھ اپنے ان شاعرانہ لطیف جذبات کا اظہار کچھ اس طرح کیا ہے

رات پر ہول بھی ہے اور سننا بے پناہ تاریک بھی

راہ سنگلاخ بھی ہے اور تنہا بھی

میری منزل کے درمیان ناقابل تسخیر چٹائیں کھڑی ہیں

بلاشبہ میرا قدم پیچھے کی طرف نہیں آنکے کی جانب بڑھے گا

میرے پیچھے آنے والے تافلے کی گھنٹیاں سنائی دے رہی ہیں

اگر میں بھٹک گیا تو کس کے قدموں کے نشان پر یہ قافلہ چلے گا

دریا کے پانی میں طغیانی ہے۔ ملاح کے ہاتھ ڈگمگا رہے ہیں، اس کے کان میں چپکے سے کہہ دو کہ اپنے اسادے کو مستحکم رکھے، مستقبل

لے پکار رہا ہے۔

دیکھئے یہ کلمات جس میں شاعرانہ نزاکت اور ندرت ہے وہ اسی شاعر کے لبوں سے نکل کر نکلتے ہیں جس کی زبان کچھ دیر پہلے بغاوت اور انقلاب کے شعلے اگل رہی تھی۔ دراصل قاضی ہر اس مشکل سے ٹکرائے ہیں پر آمادہ نظر آتا ہے جو انسانی غیرت و وقار کے لئے چیلنج بنی ہوئی ہے، ہو اپرستان یا تسلط۔ لیکن قاضی پیغام دیتا ہے کہ اسی ہوا کے سینے پر اپنی کشتی بڑھاتے ہوئے کیت گاتے ہوئے بڑھے چلو، مخردی و مایوسی کو کھارت و نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے ہر قسم اور ہر شکل کے سامراج سے ٹکرا جاتا

رکھا جائے اور جب باطل حق کو کچلنے کیلئے گھٹیا اقسام کے مصنوعی قوانین کا سہارا لینے لگے تو اس وقت قاضی کا پیغام صرف یہ ہے جس کا اظہار سورہ اسراء کے تحت وہ یوں کرتے ہیں:-

”تم سب انقلاب کے نعرے بلند کرو

تم سب بغاوت کے گیت گادو

دیکھو طوفان اور آندھریوں میں بھی سرنگوں نہ ہو کر

وہ دور جدید کا پرچم لہرا رہا ہے

آگے چل کر اسی نظم کے تحت کہتے ہیں

اسی کی تھوکر دلوں سے تارے ٹکرائے مگر اگر شہاب ثانی بن گئے اور

آسمان میں شگاف ڈالنے لگے۔ وہ زمانہ آیا ہے جب کہیں کثافت اور

نفرت کا نام نہ رہے گا، جب ہر شے حسین اور رنگین بننے والی ہے، تو ہم

کیوں نہ لغزہ انقلاب بلند کریں، کیوں نہ بغاوت کے گیت گائیں۔ یہ تو تعمیر و

تخریب کا کھیل ہے اس سے خوف و خطر لاحق ہے۔ اختتام میں کہتے

ہیں جب حسن کی تخلیق بھی بربادی کے ہاتھوں ہوتی ہے تو ہم کیوں نہ لغزہ

انقلاب بلند کریں، کیوں نہ بغاوت کے ترانے گائیں۔

یہ ہے وہ شاعر انقلاب و شاعر بغاوت جو پیشانی مغرب پر

ماہتاب کی طرح چمک رہا ہے ویسے تو شاعر مشرق اور شاعر انقلاب کے نام

سے بہت سی ہستیوں کو یاد کیا جاتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ حیثیت شاعر

کے باقاعدہ طور پر اگر کسی نے پیغام انقلاب و بغاوت دیا ہے تو وہ قاضی

ہے، باوجود اس کے کہ اسے مواقع حاصل تھے، باوجودیکہ اسے انعام و اکرام

سے نوازا جاسکتا تھا، باوجود اس کے اسے سرکاری اعزازات سے بھی

سرمراز کیا جاسکتا تھا لیکن انگریزی سامراج کے ان تمام اعزازات پر

اس باغی سپاہی نے ٹھوکر مار دی وہ باغی تھا اور اس نے ملک کے کوچہ

کوچہ میں بغاوت کے شعلے بلند کئے۔ انگریزی سامراج نے اس پر پابندیاں

عائد کر دیں، ملک میں اس کی نظموں کو ممنوع قرار دیدیا گیا اور آتش کے

گیت گائے والوں سے انگریزی جیلیں بھر دی گئیں لیکن اس حوصلہ پرور

شاعر نے اس وقت بھی اپنی شعلہ نوازیوں سے آگ برساتی۔ اور ان باغیوں

کو جنھیں انگریزی سامراج نے نظر بند کر دیا تھا۔ انھیں یہ پیغام دیا۔

”جیل کی آہنی سلاخیں ٹکڑے ٹکڑے کر دو

خون آلود زنجیریں چمکانا چور کر دو

اے مشرق کے جوانو!

آندھی طوفان میں کہ اٹھ کھڑے ہو۔ اور

مشرق کے سر بلند ستونوں پر تباہی و بربادی کی داستان کندہ

کر دو۔“

یہ ہے شاعر انقلاب اور باغی مشرق کا پیغام جو طوق ظلم و

زنجیر کو چمکانا چور کر دینے کیلئے آمادہ کر دیتا ہے۔

جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے کہ قاضی نذر الاسلام کا پیغام آفاقی اور

لافانی ہے، اس کے لئے منظر نہیں کہ اسے برطانوی سامراج کے خلاف ہی استعمال

کیا جائے۔ دنیا کے جن خطہ پر بھی سامراج اپنا سر بلند کرنے کی کوشش کرے گا

وہاں قاضی اپنے ہاتھوں میں شعلہ بغاوت لئے ہوئے نظر آئے گا۔

اگر امریکہ کے گورے نسل پرستی کا شکار ہیں تو قاضی ان کا رہنما ہے قاضی

اس کا پیغام ہے، وہ غاصب اور ظالم کو متنبہ کرتے ہوئے کہتا ہے تو نے اپنے لئے ہلاکت کے حالات پیدا کر لئے ہیں، دیکھ تیری کشتی بھینور میں پھنس گئی ہے اور اب کوئی بھی تیری مدد کو نہ آسکے گا۔

لیکن ساتھ ہی ساتھ جہاں قاضی غاصب و جابر کی موت کی پیشین گوئی کرتا ہے، وہ اپنے ساتھیوں کو اس حقیقت سے بھی آشنا کرتا ہے، وہ کہتا ہے تمہیں مساوی حقوق ملنے چاہئیں اور تمہیں عزت و احترام کی نظر سے دیکھا جانا چاہئے، لیکن شرط یہی ہے کہ تم اپنے سینے کو جذبہ بغاوت سے منور کرو، کیونکہ بزدل قوم کی مثال اس نا تجربہ کار ملاح کی سی ہے جو تیرتا نہیں جانتا اور غرق آب ہو کر گھنٹی کی موت مر جاتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم قاضی نذر اللہ اسلام کو بحیثیت بنگالی شاعر کے یاد کرتے ہیں، لیکن شاعر کی مہستی دراصل اس مفکر اور اس رہنما کی مہستی ہوتی ہے جو اپنی قوم کو احساس انسانیت سے روشناس کرانے جو اپنی خودی سے بے نیاز ہو کر انسان کی بلندی کے گیت گائے وہ شاعر تھا اور حقوق انسانی کا محافظ تھا اپنی ایک نظم انسان کے تحت کہتا ہے۔

”میں مساوات کے گیت گاتا ہوں

انسان سے بڑا کوئی اور دوسرا رتبہ نہیں ہے

ہر زمانے میں ہر ملک میں ہر نسل میں جتنے انسان ہوتے ہیں سب ایک ہی رشتے میں منسلک ہیں کیونکہ وہ سب انسانیت کے زمرے میں شامل ہیں۔

وہ ایسے انسان ہمارے درندوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے جو نظریات اور اعتقادات کے علمبردار ہونے کے باوجود بھی بنی نوع انسان میں تفریق کرتے ہیں غذا کی فراہمی کے باوجود بھی بھوکے مسافر کو یہ کہہ کر دھوکا دیدیتے ہیں کہ یہ تیرے گناہوں کی سزا ہے لیکن گناہ کی تشریح سے خود محروم نہیں ایسے معاشرہ کی سنگ بنیاد کو اکھڑا پھینکا قاضی اپنے فلسفہ کا مقصد سمجھتا ہے حدیہ کہ وہ تمہارا اٹھتا ہے۔ اور چمچ کر آواز دیتا ہے، ہلاکو، چنگیز، مغربی اور کالا پہاڑ کہاں ہیں۔ ان مقفل عبادت گاہوں کو توڑ کر کیوں نہیں پھینک دیتے اور خدا کے گھر پر کون تالا جڑا جاتا ہے اور کون زنجیر لگاتا ہے، لاؤ بھاؤ اور کدال مسمار کر دو ان سیاہ خانوں کو

دراصل یہ باغی کی آواز ہے وہ اس غیر منصف معاشرے سے بدظن ہو کر اس بغاوت پر آمادہ ہو جاتا ہے، جس بغاوت کے ہاتھوں پرانے سماج کی دھجیاں اڑ جائیں اور اس عمارت پوسیدہ کے خاتمے کے بعد ایک ایسے نئے معاشرے کی سنگ بنیاد رکھی جائے جو غریبوں، مزدوروں، کماتوں، یہ الفاظ دیگر بنی نوع انسان کے بنیادی ضروریات کا ضامن بن سکے بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اس کی باتوں کا سلسلہ اس وقت تک چلتا رہے گا، جب تک تمام انسان مرتبہ انسانیت کو نہ پالیں

قاضی نذر اللہ اسلام کا دل و دماغ جہاں بغاوت کے شعلے برسا رہے وہاں اس کے کلام و مزاج میں بائرن جیسی انفرادیت اور شدت نظر آتی ہے، ساتھ ہی ساتھ شیلی کا فلسفہ، نظریات (ایٹیل ازم) اور جذبہ جمہوری و زودیتجہ جیسی نزاکت و لطافت سے اس کا کلام مزین ہے کہیں کہیں اس کے کلام میں گنگا کی لہروں جیسی روانی تو کہیں سلیٹ کے باغات جیسی شادابی نظر آتی ہے، جدید معاشرہ کیلئے جہاں وہ حق و

انصاف کا علمبردار نظر آتا ہے وہاں دکھے ہوئے دلوں کا بھر دیکھی قاضی نذر اللہ اسلام پر اختصار سے کوی مضمون مرتب کرنا ذہانت کی کڑی آزمائش ہے جس کا کلام آگ کا دریا ہو اور آوازادی کا نعرہ، فلک بوس بہاؤ یوں جیسا بلند۔ اس کے متعلق چند الفاظ میں کچھ کہنا ایک صبر آزمایا امتحان ہے زندگی کی تمنیوں کو ضبط کرنے کے بعد اور ذاتی محرمیوں کا شکار ہو کر قاضی نذر اللہ اسلام آج ستر سال کی عمر میں ایک خاموش تماشاخی کی حیثیت سے جانے کیا سوچ رہا ہے اور جانے کیا تک رہا ہے کاس غربت نے اس کا ذہن تار تار نہ کیا ہوتا تو ممکن تھا یہ فلسفی آج بھی رہنما کی کر رہا ہوتا، لیکن جہاں یہ خیال ہمارے ذہن میں داخل ہوتا ہے، وہاں دور سے بانسری کی دھن کے زیر سایہ ڈوبتے ہوئے سورج کے تسلے بڑے ہوئے پانی کی تمنوائی میں جب نیلگوں آسمان پر طائر اپنے آشیانے کی طرف لوٹ لے جاتے ہیں۔ اور زمین پر چلنے والے چوپایوں کی گھنٹیوں کی آواز احساس جمالیات کو بیدار کرتی ہے تو ساتھ ہی ساتھ اس حسن و جمال کی محفل کے زیر سایہ یہ دھمک اور گھن گرج کے ساتھ ایک آواز آتی ہے۔

نہ چھپڑے بلبل شیریں نوا گلشن میں شاخوں کو

ابھی چڑائیوں کو سچی نیند سے بیدار ہونا ہے



امی! یہ تو ٹوٹھ پیسٹ سے بھی اچھا ہے

ہاں بیٹی! یہ ٹوٹھ پیسٹ سے ہزار درجہ بہتر ہے۔

آج کل دُور اندیش لوگ یہی استعمال کرتے ہیں۔ کیوں کہ DENTONIC پاؤڈر دانتوں کو کبھی کیڑا لگنے دیتا۔ آپ بھی سڑھوں کو مضبوط اور دانتوں کو جملہ بار لوں سے محفوظ رکھنے کے لیے DENTONIC پاؤڈر استعمال کیجئے خصوصاً بچوں کو تو تھوڑے بڑے لٹین کا شکار ہونے دیجئے



بڑوں کا آئودہ (ala) بچوں کا پسندیدہ

دانتونک پاؤڈر

ٹوٹھ پیسٹ سے ہزار درجہ بہتر

ALA CHEMICALS
POST BOX 2110, KARACHI-18



ہماری میزبان ہوسٹیسز کا انداز ہی کچھ مختلف ہے۔

جب آپ کو بیت ایئر ویز کے جدید ترین طیاروں میں کراچی سے انگلستان، خلیج، کویت، مشرق وسطیٰ اور یورپ کا سفر کرتے ہیں تو ہم اس میں رنگ ہی رنگ بکھیر دیتے ہیں۔ پرواز کی خوبی اور خوش اسلوبی کے علاوہ ہماری میزبان ہوسٹیسز کا بے مثال تپاک سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ بلاشبہ کویت ایئر ویز پر ہی جمال ہوسٹیسز کی خدمات بالکل منفرد ہیں۔ ان کا انداز ہی کچھ مختلف ہے۔ ان کی میزبانی اپنی تمام جہتوں کے ساتھ روایتی ہے اور تمام روایتوں کے ساتھ جدید۔

ہوٹل کی قدیم روایت ہے کہ وہ اپنے مہانوں کو خصوصی آفاقیہ میں جہوہ پیش کرتے ہیں۔ اسے مہانوں کے عہدوں کی محبت کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ کویت ایئر ویز نے اس روایت کو تمام وکمال پر مسترار رکھا ہے۔



کویت ایرویز - الخطوط الجوية الكويتية

ہوٹل میٹر پول، کلب روڈ، کراچی۔ فون: ۵۰۶۰۳-۵۰۶۰۳-۵۲۴۰۴ ایمبیڈر ہوٹل، لاہور۔ فون: ۳۲۲۵
یا آئی۔ اے۔ ٹی۔ اے ٹریول ایجنٹ سے رابطہ قائم کیجئے۔

بہت جلد جدید جیٹ طیارے ۷۷ اور ۳۳ سی کویت ایئر ویز میں شامل ہو جائیں گے۔

KIMCO

سوئیکارلو

انڈونیشیا کا معاہدہ قطع

اس نے پیچھے ہٹے ہوئے غصہ میں کہا۔

”یہ آپ نے کیا کیا؟“

”اپنی آزادی کا اعلان“

میں نے جواب دیا۔

”لیکن آپ ایسا نہیں کر سکتے۔ اتحادیوں نے ہمیں حکم دیا

تھا کہ ہم موجودہ نظام میں کوئی تبدیلی نہ ہونے دیں۔ اعلان

آزادی کے متعلق ایک لفظ بھی زبان سے نکالنا خلاف

قانون ہے جرم ہے“

”لیکن اعلان آزادی ہو چکا ہے“

میں نے کہا۔

یہ سنتے ہی اس کا ہاتھ کمر کی طرف بڑھا۔ اس کے انداز سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ لپٹوں سے مجھے ہلاک کرنا چاہتا ہے اور پھر بے اختیار اس کی نظر درگزر کھڑے ہوئے لوگوں پر پڑی جو سینگڑوں کی تعداد میں تھے اور ان کے ہاتھوں میں بلم نیرے تلواریں، کدال بھڑوڑے تھے۔ یہ سب چشم زدن میں اس کے جسم کے ٹکڑے کر سکتے تھے۔

جاپانی چیف کا ہاتھ انچی جیکر والپس اگیا اور وہ اپنا سامنے لٹکائے والپس چلا گیا۔

جاپانی کمانڈر کے تیور تیار ہے تھے کہ وہ فاتح اتحادیوں کو خوش کرنے کے لئے انڈونیشیوں کی آزادی کی راہ میں ہر ممکن رکاوٹ پیدا کرے گا۔ لہذا ملک کی تمام سیاسی، مذہبی، سماجی اور شہری جماعتوں کے رہنماؤں نے فوراً ایک اجتماع کیا اور سوئیکارلو کو متفقہ طور پر آزاد انڈونیشیا کا پہلا صدر چن لیا۔

سوئیکارلو نے صدر منتخب ہونے کے بعد ہر قیمت پر آزاد انڈونیشیا کے پرچم کی حفاظت کا عہد کیا اور عوام سے اپیل کی کہ وہ بھی جان سپاری کے لئے تیار ہو جائیں اس وقت عورتیں اپنے بچوں کو بچوں میں دباے، بوڑھے اپنی لالھیاں ٹیکے۔ جوان بڑے کے میسر تھیلا اٹھانے اور بچے بھریاں تھامنے اپنے ملک کے باوقار پرچم پر قربان ہونے کے لئے میدان عمل میں نکل آئے۔

صدر سوئیکارلو کی قائمہ صاحت، عزم اور محبت ہی نے عوام کو آزادی کی منزل تک پہنچانا تھا اس لئے لوگ ان کی ہر قیمت پر حفاظت چاہتے تھے اور ان کے وقار و احترام کے وسائل کے خواہشمند بھی تھے صدر کے مکان پر رضا کاروں کا مسلح پیرہ لگ گیا اور دوسری جانب ان کے وقار اور شان کے مطابق کار کی تلاش شروع ہو گئی پرسنل سیکریٹری سو ویرد کو معلوم تھا کہ ایسی ایک گاڑی جو صدر کے شایان شان ہو کہاں سے مل سکتی ہے۔ اس وقت جب کار تین صرف ایک خوبصورت اور سب سے بڑی بیوک سار تھی جس میں سات افراد کے بیٹھنے کی گنجائش تھی لیکن یہ مالی شان کا رہا جاپانی چیف آف ریلوے کی تھی سو ویرد آزادی کے نشے میں سرشار اس گیزرے میں پہنچ گیا جہاں کار کھڑی تھی۔

”مجھے اس کار کی چابی دے دو“

سو ویرد نے ڈرائیور سے کہا۔

”کیوں؟“

”اس لئے کہ میں اسے اپنے صدر کے لئے لے جانا چاہتا ہوں“

FINIS

SUPERSONIC 20 C



New! Powerful Insecticide

for Modern Living

سو تیکار نو کے لئے تو میری جان بھی حاضر ہے۔“

یہ بیکر انڈونیشی ڈرائیور نے جاپانی افسر کی کار کی چابی تھادی اور خود جاپانیوں کے تشدد کے خوف سے فرار ہو گیا۔

یہ ایک صدر سو تیکار نو کے دروازے پر آکر رکی۔ ادھر جاپانی حقیقت آت ریلوے کو بھی علم ہو گیا لیکن وہ تسلیم کر رہ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ انڈونیشی اب غلام نہیں آزاد ہو چکے ہیں اور وہ اپنی آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے جان بھری پیڑھے لڑ رہے ہیں۔

نئی آزاد حکومت کی تشکیل معمولی کام نہیں تھا صدر سو تیکار نو نے اسے تین الگ الگ مرحلوں میں پایہ تکمیل تک پہنچانے کا منصوبہ مرتب کیا پہلا مرحلہ انتظامی تھا جس میں مجموعہ الحزب کے کوٹے کوٹے میں اعلان آزادی کی نقود کی ترسیل، شہری دفاع، حکومت کے مختلف شعبوں کا قیام اور وزراء کا انتخاب شامل تھا۔

دوسرا مرحلہ تھا آزادی کی خبر تمام دنیا تک پہنچانے کا یہ کام آدم بلک کو سونپا گیا جو انڈونیشیوں کی حقیقت تحریک کے سربراہ تھے اور جاپانی خبر رساں ایجنسی رومین میں کام کرتے تھے جب جاپانی، اترائیچ کو دوبارہ کھانے کے لئے چلے گئے تو آدم بلک نے ان کا شارٹ ویوٹر انسٹیل کر لیا انڈونیشیا کی آزادی کی نشر کر دی اور اس سے پہلے کہ جاپانی انہیں اپنی گرفت میں لیتے وہ وہاں سے فرار ہو کر روپوش ہو گئے۔

ریڈیو ٹرانسمیٹر کے ذریعے انڈونیشیا کی آزادی کی خبر ملک جھپکتے ہی وسطی جاوا، سامرا، فلیپائن، لنکا، آسٹریلیا اور سائیکلون میں پھیل گئی اور پھر وہاں سے خبر رساں ایجنسیوں کے ذریعے تمام دنیا کو معلوم ہو گیا کہ انڈونیشیا نے غلامی کا جو اتار بھینکا ہے۔

تیسرا مرحلہ جاپانیوں سے اقتدار حاصل کرنا تھا وہ نوجوان جو فوجی تربیت حاصل کر چکے تھے اور اب بھی جاپانیوں کے ساتھ مختلف فوجی مراکز میں کام کر رہے تھے اس کام کے لئے موزوں ثابت ہوئے انھوں نے جاپانی پرے داروں پر قبضہ کر پا کر ریڈیو اسٹیشن پر قبضہ کر لیا اور پھر رفتہ رفتہ تارگھروں، ساحلی علاقوں اور ریلوے اسٹیشنوں کو اپنی تحویل میں لے لیا جاپانی، حریت پسندوں کی لیڈر کے سامنے نہ ٹھہر سکے اس لئے جب بھی انڈونیشی کسی دفتر پر قبضہ کرنے لگے پہنچتے وہ از خود ہی دستبردار ہو جاتے۔

فاتح اتحادی فوجیں ستمبر میں انڈونیشیا میں داخل ہوئیں۔ سب سے پہلے برطانوی دستے جکار تہ پہنچے پھر ولندیزی آگے جاپانی قبضے کے دوران چلنے والندیزی جنگی قیدی تھے سب رہا ہو گئے اور یہ تمام شہروں میں پھیل گئے ایک بار پھر انڈونیشی خون سے ہونی کھیل جانے لگی۔ ولندیزی جسے چاہتے قتل کر دیتے جس مکان کو پسند کرتے زبردستی گھس جاتے جس دکان میں داخل ہوتے برباد کر دیتے۔ برطانوی دستے یہ سب کچھ دیکھتے اور خاموش تماشائی بنے رہتے۔ آخر انڈونیشی نوجوانوں کا خون کھول اٹھا وہ بھی مقلایے اتر آئے لیکن ولندیزیوں کے پاس جدید اسلحہ تھا برطانوی دستوں کی قوت ان کی معاون تھی کئی بار ایسا ہوا کہ جنازے کے ساتھ چلنے والوں پر مشین گن کھول دی گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے کئی جاہلی خاک و خون میں لوٹ گئیں جیتے ہوئے مسکالوں کا تاشا ہوتا موصوم بچوں کے تڑپنے پر قہقہے بلند ہوتے، پاک باز عورتوں کی حرمت لوٹ لینے پر غر کا اٹھار ہوتا، ستمبر ۷ دسمبر تک چار مہینوں میں

صرف جکار تہ میں آٹھ ہزار انڈونیشی موت کے گھاٹ اتر گئے لطف یہ تھا کہ اتحادی کمان نے برطانیہ کو اس پورے علاقے کی فلاح و بہبود کا گلہ ان بنایا تھا لیکن اس نے فلاح و بہبود کے بجائے انتشار و تخریب کے تمام وسائل کو بھجوا کر دیا۔ ایک طرف تہا انڈونیشی عوام تھے دوسری جانب ولندیزی برطانوی اور جاپانی تھے۔

۱۵ اکتوبر کو صدر سو تیکار نو نے عوامی فوج کے قیام کا اعلان کر دیا۔ اس فوج کے پاس آلات حرب کا یہ عالم تھا کہ پانچ سپاہیوں کے پاس صرف ایک رائفل تھی۔ اگر کوئی رضا کار اپنے ساتھ دس رنگوٹ لاتا تو وہ کارپولر بنا رہا تھا۔ بیس رنگوٹ لاتا تو اسے سارجنٹ کا عہدہ دیا جاتا۔ لیکن اگر کوئی شخص رات فوج اور رستی ہم لے آتا تو اسے براہ راست افسر بھرتی کر لیا جاتا اس عوامی فوج کے کچھ سپاہی ولندیزیوں کی وردی پہنتے، کچھ آسٹریلوی اور بعض جاپانی وردی میں ملیوس پہنڈ کرتے دھیرے دھیرے کچھ کچھ تو ابھی اس فوج کی وردی متعین ہوئی تھی اور نہ ہی ملک میں کپڑا اڑاں تھا کہ ہر سپاہی انڈونڈوری بنالیا جس کے ہاتھ جس ملک کے سپاہی کی وردی لگی اٹھالایا اور تڑاس خراش سے بے نیاز بین کر پڑے کرے اکتوبر کے اواخر میں برطانوی دستوں نے اس عوامی فوج کو غیر مسلح ہونے کا حکم دیا اور ۲۴ گھنٹوں کے اندر تمام ہتھیار جمع کرانے کا فرمان جاری کر دیا۔ انڈونیشیا کی آزاد عوامی فوج کے سپاہیوں کے لئے یہ کڑے امتحان کا وقت تھا۔ سو رابا یا میں انڈونیشی رضا کاروں نے بندرگاہ پر متعین برطانوی دستوں پر حملہ کر دیا اور بڑی پھرتی سے ان کے ایک ایک سپاہی کو تہ تیغ کر دیا۔ ان رضا کاروں کے پاس رائفل بند، وقت اور ہم تو نہ ہونے کے برابر تھے انھوں نے اپنے گھروں سے جاتوں اور چھپروں کو اٹھایا اور برطانیہ کے مسلح سپاہیوں پر لوٹ پڑے یہ انتہائی خونریز جنگ تھی۔ انڈونیشی نوجوان اپنے وطن کی آبرو اور اپنی آزادی کی حفاظت کے لئے ہر طرح سے تھے اس لئے غیر مسلح ہونے کے باوجود ان میں جیتے کی سی پھرتی اور شیر کی سی طاقت آگئی تھی۔ برطانوی سپاہی مقدس وطن پر قربان ہونے کے جذبہ سے عاری ہونے کے باعث ہر محاذ پر شکست کھا رہے تھے اسی رات دو بجے کے قریب صدر سو تیکار نو کے فون کی گھنٹی بجی، برطانوی کمانڈر کے ڈی سی نے سو تیکار نو کو سو رابا یا میں اس خون آشام جنگ سے مطلع کیا اور ان سے درخواست کی کہ وہ فوراً ہی امن کے قیام کے لئے وہاں پہنچیں اس غرض کے لئے برطانوی فضائیہ نے ایک خاص جہاز پہلے ہی تیار کر رکھا تھا۔

صدر سو تیکار نو جب برطانوی فضائیہ کے جہاز سے سو رابا یا پہنچے تو پورا شہر آگ و خون میں غلطاں تھا ہر طرف اور ہر گلی میں دست بدست جنگ ہو رہی تھی۔ ہر طرف لاشیں بکھری پڑی تھیں۔ خون بہہ رہا تھا۔ برطانوی فوجوں نے شہر کے وسط میں چند عمارتوں پر قبضہ کر لیا تھا اور انہیں مورچوں کے طور پر استعمال کر رہے تھے اور انڈونیشی بھی پھرے ہوئے تھے وہ چاقوؤں اور تلواروں تک سے کام لے رہے تھے۔ بچے اور عورتیں تک دشمن پر حملے کر رہی تھیں۔ بوڑھوں کے ہاتھ دعاؤں کے لئے آسمان کی طرف اٹھے ہوئے تھے۔

سو رابا یا میں انگریز کمانڈر اور آزاد انڈونیشیا کے صدر سو تیکار نو، نائب صدر ہٹیا کے درمیان دو گھنٹے تک گفتگو ہوئی۔ انگریز ہر قیمت پر اپنے جواؤں کو موت کے منہ سے بچانا چاہتے تھے۔ اس لئے سو تیکار نو کی ہر بات کو تسلیم کرتے چلے گئے اور انھوں نے جنگ بندی کے معاہدے پر دستخط کر دیے۔

باتے باتے

امیر جماعت بکرامی کا خط ایک سب ایدیتور بکرے کے نام

بچوں

کے جگمگاتے آنکھوں

میں پگھلا ہوا سیسہ
ڈال دینا چاہتے !

میرے پیارے
منہ موہنے،
عزیز ازجان بکرے !

امید ہے کہ تم خیریت سے ہو گے اور تمہارے سامنے ہمیشہ جہل و تعصب کی گھاس کا ڈھیر لگا رہتا ہوگا۔ سننا ہے چند ناماقبت اندیش لوگ اس بات پر اعتراض کر رہے ہیں کہ تم جہل اور تعصب کی باتیں کیوں لکھتے ہو میرے من موہنے ! تم بد دل نہ ہونا۔ یہ لوگ بڑے شرارتی ہیں۔ ہمیشہ انسانی احساسات کی بات کرتے ہیں۔ ہمارا انسانی احساسات سے کیا واسطہ۔ ہم تو محض بکرے ہیں۔ بکرے ہیں اور بکرامی اصول ہمارے نزدیک زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ ہم مرتے مرتے مرجائیں گے لیکن انسانی احساسات کی بات کبھی نہیں کریں گے۔ کہ یہی ہمارا ایمان اور عقیدہ ہے۔ انسانی اور بکرامی قدروں کا میل نہ پہلے کبھی ہوا ہے اور نہ ہوگا، وہ انسان ہیں اور ہم بکرے ! بھلا ہماری بکرامی زبان سے ان کی زبان کے الفاظ کیسے نکل سکتے ہیں ؟ بکرامی اصول اٹل اور غیر تغیر پذیر ہیں اور انسانی اصول سے ان کو کوئی نسبت نہیں ہے۔ تمہیں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ ہم بکرے ہیں اور ہمیں بکروں ہی کے مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے کام کرنا ہے۔

میرے من موہنے !

ان لوگوں کے اعتراضات کو اپنے آگے رکھی ہوئی جہل و تعصب کی گھاس کے نیچے دفن کر دو۔ یہ لوگ سخت قسم کے غیر بکرامی واقع ہوئے ہیں اور ہم بکروں کے غیر انسانی۔ بکرامی اصولوں کے سخت مخالفت ہیں۔ لیکن ہمیں ان سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہئے۔ جب بکرے اپنی منزل کی طرف بڑھتے ہیں تو یہ انسان ان کے پیچھے پیچھے بھونکتے چلتے ہیں۔ یہ بہت پرانی روایت چلی آرہی ہے۔ اپنا قافلہ رکنے کا نہیں ہے، سو تم بھی ان کی ایک کان سے سنو اور دوسرے سے ارادو ! یہ غیر بکرامی لوگ آج محبت، امن اور آزادی کی باتیں کرتے ہیں لیکن ایک نہ ایک دن وہ ہماری لذیذ بکرامی گھاس کی طرف ضرور متوجہ ہوں گے، اور تم تو جانتے ہی ہو، یہ گھاس جس کے منہ لگ گئی، وہ بکر ابن گیا، خالص بکر !

عزیز ازجان

تم قابل مبارک باد ہو کہ بکرامی اصولوں کی سر بلندی کیلئے تن دہی سے کام کر رہے ہو، یاد رکھو، لوگ ہر بکرے کام کی مخالفت کرتے ہیں، سو اب بھی کریں گے، ان کی یہ بد عادت چھوڑنے کی نہیں ! تم نے ہی لکھا تھا نا کہ "دیت کانگ باطل نظر کے بریقین رکھتے ہیں" سولہ آنے درست وہ لوگ آخر کیوں برا نہ مانیں۔ وہ تو محبت، امن اور آزادی جیسے بے معنی الفاظ پر ایمان رکھتے ہیں۔ جیکہ بکرامی فلسفہ یہ کہتا ہے کہ یہ الفاظ بکروں کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ یاد رکھو، میرے من موہنے ! تقریباً ہمارے ایمان کا سب سے بڑا جزو ہے۔ اس لئے ہر وہ انسان ہمارا دوست ہے جو اس لفظ پر ایمان و یقین رکھتا ہے اور ہر وہ انسان ہمارا دشمن ہے جو اس لفظ سے نفرت کرتا ہے، امریکہ ہمارا دوست ہے کہ بکرامی اصولوں پر عمل کرتے ہوئے "غیر بکرامی" دیتنامیوں کے خلاف نبرد آزما ہے، یہ ناقابل اندیش دیت نامی آزادی چاہتے ہیں۔ سوچو، اگر یہ آزادی ہو گئی تو ہم لیکن من موہنے ! جماعت بکرامی کی سب سے بڑی بد قسمتی یہ ہے کہ میں بکری نہیں ہوں۔ کاش میں بکری ہوتا۔ ویسے عزیز ازجان ! سننا ہے تمہارے اندر بکری بننے کی حد درجہ صلاحیتیں موجود ہیں۔ سننا ہے تم جب چلتے ہو تو اچھی اچھی بکریاں بھی تمہارے سامنے ماند ہو کر رہ جاتی ہیں۔ اور یہ بھی سننا ہے کہ لوگ تمہیں "بکری" کہہ کر چڑاتے ہیں کیونکہ تمہاری چال میں پک ہے۔ بھئی ان کا یہ فعل تو قابل مذمت ہو سکتا ہے لیکن تمہارا بکری ہونا جماعت بکرامی کے لئے ایک نیک فال ہے۔ میں امیر جماعت بکرامی تم پر فخر کرتا ہوں۔ تمہارے لئے بہتر یہی ہوگا کہ تم پورے بکری بن جاؤ اور ان تمام انسانوں کو اپنی طرف "راغب" کر لو کہ یہی ہمارا اصل ایمان ہے۔ جماعت کیلئے تمہاری یہ "قربانی" رائیگاں نہیں جائے گی۔

لجگو، شکو میرے من موہنے، ہماری کلیائی کی واحد صورت تمہارے ٹیکنے ٹیکنے میں مضمحل ہے، تم جتنی اچھی طرح لجگو، شکو گے جماعت بکرامی کا اتنا ہی پھلا ہوگا اگر تم نے ذرا بھی کوتاہی کی تو یہ ہوچی منہ بد ذات ہمارے سینے پر ہوگ و دلتا ہے گا۔

ہاں خوب یاد آیا ! یہ کیئے دالتھور جماعت بکرامی کے بندت بڑے دشمن ہیں۔ ان سے ہمہ وقت ہوشیار رہنا یہ بڑی نڈر س اور زالیاں آخر انتہائی غیر بکرے واقع ہوئے ہیں اس لئے ان کی سرگرمیوں سے

منے موہنے ؟

تم بکرامی راستے پر چل رہے ہو، چلتے رہو۔ دیت نام میں اگر نکلے منے بچوں کے ہات کاٹے جا رہے ہیں تو اس سے ہماری صحت پر کیا اثر پڑتا ہے، بچوں کے ہات کاٹے جاتے ہیں مگر کھانے کاٹے جاتے ہیں، بکرامی فلسفہ تو یہی کہتا ہے، ہائے، وہ کتنا خوبصورت منظر ہوتا ہوگا جب امریکی طیاروں کی بمباری سے ان "غیر بکرامی" بچوں کے چھترے اڑ جاتے ہوں گے۔ کاش میرے پر ہوتے تو میں اڑ کر وہاں پہنچتا اور وہ منظر ضرور دیکھتا۔ "وہیروں خون بڑھ جاتا۔ تم دیکھتے کی چند دلوں میں میرا وزن دوگنا ہو گیا۔ اب بھی جب بھی اپنے جانناز امریکی سامانچہ کے حملوں کی خبریں سنتا ہوں تو دل خوشی سے اچھلنے لگتا ہے، انصاف کی بات ہے، جو شخص ہماری خوشی کا باعث بنتا ہے، وہ ہمارا دوست کیوں نہ ہو۔ اور امریکی تو ہمارے سب سے گہرے دوست بن گئے ہیں کہ ان کی وجہ سے ہمارا وزن بڑھ رہا ہے اور خون بڑھ رہا ہے۔ اور بکرامی مقاصد آگے بڑھ رہے ہیں

یہ دیت نامی بڑے جینے لوگ ہیں کہ آزادی چاہتے ہیں۔ مگر ان سے پوچھو کہ جینٹو! آزادی لے کر کیا کرو گے؟ سب سے بڑا نعت تو غلامی ہے۔ اس نعمت کو کیوں ٹھکرا رہے ہو؟ اور عزت از جان! تم سے تو کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہے۔ تم تو اپنے بکرے ہو۔ یہ بڑھا کھوسٹ جس کا نام ہوچی منہ ہے، مجھے تو زہر لگتا۔ بس کچھ نہ پوچھو جب کبھی اس کی تصویر دیکھتا ہوں، سینے پر سانپ لور جاتا ہے۔ بکجرت میں پر لٹکائے ہوئے ہے اس کے باوجود باز نہیں "غیر بکرامی" اصولوں کے خلاف جنگ لڑنے جاتا ہے اور اپنی قوم کو اس کی لویہ سنا جاتا ہے۔ آخر اس کی قوم بھی بھری شہر بد قسم کی "غیر بکرامی" اس کی آواز پر برابر کان دھرے جاتی ہے اور دودھ دھڑکتی ہوئی اس سے ڈاکا لیتی ہے۔ معاملہ یہیں تک ہے تو غمیزت تھا، کیونکہ ان کی موت تو ہم بکروں کے مفادات کے عین مطابق ہے۔ لیکن وہ تو ہمارے قدیم ساتھی امریکہ کو شدید نقصانات پہنچا رہے ہیں، کتنے دکھ کی بات ہے نا! یہ مردود باز نہیں آئیں گے۔ ان کے جسموں میں شیطاں کی رو حلوں کر گئی ہیں۔ روزانہ ہزاروں ٹن بم ان پر برسائے جاتے ہیں، لیکن بے غیرت ہیں کہ برابر لڑے جاتے ہیں۔ کبھی سیگاڈن میں آگے کبھی ہوئے قابض ہو گئے، کبھی دانانگ پر چھاپہ مار گئے، ایک کو مارو تو ان کی جگہ دوسرے آن موجود! جب اخبار میں ان کی فتوحات کی خبریں پڑھتا ہوں تو دل پر دورے پڑنے لگتے ہیں پچھلے دنوں تو میں مرتے مرتے بچا۔ دور بڑا شدید تھا۔ اس دن اخبار آیا تو سرخی پر نظر پڑی۔

"دیت کانگ سیگان کے آدھے سے زیادہ حصے پر قابض ہو گئے" بس کچھ نہ پوچھو ایسا شدید صدمہ پہنچا کہ بیہوش ہو گیا۔ ہمارا ڈاکٹر شام تک ہوش میں لانے کی کوشش کرتا رہا۔ پورے چودہ گھنٹے بعد ہوش آیا۔ اس دن کے بعد سے یہ احتیاط برتتا ہوں، ادھر صبح اخبار دے کر گیا، ادھر ڈاکٹر کو بلا لیتا ہوں کہ میاڈا کوئی منحوس خبر پڑھنی پڑے۔ جب تک اخبار ختم نہیں ہوتا، اس وقت تک ڈاکٹر سر ہاتے بیٹھا رہتا ہے اور اخبار کے آثار نمودار ہونے پر مناسبات

ہماری جماعت کے مفادات پر گرا اثر پڑ رہا ہے۔ اس خط کے ذریعے میں تمہیں یہ تاکید کرتا ہوں کہ جماعت بکرامی کے ہر حلقے میں ان کے خلاف، بلکہ ہر اس شخص کے خلاف قراردادیں پاس کرو جو دیتا میوں کی غم گساری کا دم بھرتا ہے، اور ہمارے جگری دوست اور نظریاتی حلیف امریکہ کی راستبازی کے خلاف زہرا لگتا ہے۔ یہ دونوں بڑھے تو بالکل ہی سٹھیا گئے ہیں۔ کوئی ان سے پوچھے، تمہاری اوقات کیا ہے جو دنیا کی سب سے بڑی طاقت کے منہ آتے ہو۔ وہ اگر چاہے تو ایک ہی ایٹم بم پھینک کر ہمیں پل بھر میں جہنم رسید کر دے۔ ایک ہم بھی تو ہیں کہ چپ چاپ ان کے آگے سر جھکا دیتے ہیں، وہ ہمارے آقا ہیں، ہم ان کے غلام! ہم احسان فراموش تو ہیں نہیں اس لئے صاف صاف لکھتے ہیں کہ ہم انہی کے دم کرم سے جی رہے ہیں۔ پھر ہمارے اور ان کے درمیان ایک قدر مشترک یہ بھی ہے کہ ہم بھی انسانوں اور ان کے مقاصد سے نفرت کرتے ہیں اور امریکہ بھی دنیا کی ہر زمین کے سینے پر ٹھیکوں اور توپوں کی دیواریں کھڑی کر رہا ہے

منے موہنے ؟

یاد رکھو، امریکہ زندہ ہے تو ہم بھی زندہ ہیں، دعا کرو کہ ہمارے سروں پر اس کا سایہ ابد الابد تک قائم رہے۔ اور وہ اس دنیا کی قبرت کا مالک بنا رہے تم سے تو کوئی بات ڈھکی چھپی نہیں ہے تم تو جانتے ہی ہو کہ انہی کی مالی امداد سے ہمارے بکرامی مقاصد پورے ہوتے ہیں۔ اسی لئے میں بار بار یہ کہتا ہوں کہ امریکہ کا دشمن ہمارا دشمن امریکہ کا دوست ہمارا دوست ہے۔ (ضروری تاکید: یہ بات ہماری آپس کی ہے۔ اس راز کو ظاہر نہ ہونے دو!) اس کا ہر عمل ہمارے کسی نہ کسی مقصد کی تکمیل کرتا ہے، اس وقت ہمارے لئے سب سے خطرناک بات یہ ہے کہ چین دوسری طاقت کا درجہ حاصل کر رہا ہے۔ حالانکہ یورپی دنیا بھر کے نوادہ درگور ہو جائیں گے۔ ان کی آزادی ہماری موت کا قیام ہے اس لئے ہم بکروں کا یہ فرض ہے کہ ہم اپنے تمام وسائل اس مقصد کے لئے مخصوص کر دیں کہ دیت نام ہمیشہ امریکہ کا غلام رہے۔ ملاو بات، کیسی بچی، سو فیصد بکرامی بات کی ہے نا میں نے ؟

یہ نا عاقبت اندیش انسان کہتے ہیں کہ دیت نام میں انسانیت کا گلا گھونٹا جا رہا ہے۔ تو ہم کیا کریں؟ ہمیں اس سے کیا دلچسپی؟ ہم تو پھرے بکرے! ہم تو چاہتے ہی یہ ہیں کہ سارے انسان اس دنیا سے اٹھ جائیں اور صرف ہم بکرے ہی باقی رہ جائیں، سوچو، وہ دن کتنا مبارک ہوگا جب ہم آزادی اور اطمینان سے جہل اور تعصب کی فرحت بخش گھاس چریں گے اور ہمیں کوئی ٹوکنے والا نہ ہوگا۔ اس دن کے تصور ہی سے میری باپھیں کھنی جا رہی ہیں، ہر طرف ہم ہی ہم ہوں گے، آزادی، امن اور محبت جسے بے معنی الفاظ کا نام لیا کوئی نہ ہوگا، اور اس وقت لے میرے منظور نظر بکرے، میں جہل و تعصب کی گھاس کے تمام ٹپے پڑے قطع ہمارے نام الاٹ کر دوں گا۔ تمہیں تمہاری غلامانہ ذہنیت کا صلہ ضرور ملے گا۔ انسانیت کے خلاف جدوجہد کرنے کا اجر ضرور ملے گا۔ اور اس وقت تم اپنی خوش قسمتی پر ناز کرو گے کہ جماعت بکرامی کے اصولوں سے متفق ہوئے اور سچائی کا راستہ اختیار کیا۔

نشہ ترک نہیں کر سکتا۔ پس ثنابت ہو کر جینی اب تک افیون استعمال کرتے چلے آئے ہیں اور اس کے نتیجے میں تمام برائیوں کے شکار ہیں۔ میرا پس چلے تو میں ڈاکٹروں کی ایک جماعت چین روانہ کر دوں جو ان چینیوں کا تفصیلی طبی معائنہ کرے، یہ بد بخت، ضرور چھپ چھپ کر افیون استعمال کرتے ہوں گے، بلکہ گمان غالب یہ ہے کہ حکومت نے ملک بھر میں بڑے بڑے ہتھ خانے بنا رکھے ہوں گے، جن میں اجتماعی طور پر افیون نوشی کی جاتی ہوگی۔ سب دکھاوے کی باتیں ہیں، پروپیگنڈہ ہے، لوگ خواہ مخواہ اس کی تفریص کرتے ہیں۔ بہر حال میں ان باتوں سے اثر نہیں لینا چاہئے امریکی چین کو دشمن نہر ایک سمجھتا ہے، اس لئے وہ ہمارا بھی دشمن نمبر ایک ہے دیہ کلیتہً ہمیشہ یاد رکھو، بس ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم چین کا درجہ گرانے میں اپنی تمام صلاحیتیں صرف کر دیں۔

ہم اس بات پر بہت خوش ہیں کہ تم "بکر آئین" اور بکریٹیا کا مطالعہ باقاعدگی سے کرتے ہو اور جو کچھ اس میں پڑھتے ہو اسے لفظ بہ لفظ اپنے اخبار میں لکھ دیتے ہو، تمہیں تمہاری اس سعادت مندی کا اجر ضرور ملے گا۔ ہم تمہارے آقا کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لئے ہم جو کچھ کہیں اس پر آنکھ بند کر کے عمل کرو کہ اسی میں راہ نجات ہے۔

تم ایک ایسے صفحے کے "سنگراں" ہو جسے انسانوں کے بچوں کی ایک بڑی تعداد پڑھتی ہے، اس لئے اس بات کی کوشش کرتے رہو کہ اس کے ذریعہ ان کے ذہنوں میں تمام علامانہ برائیاں کوٹ کوٹ کر بھر دو۔ تم اپنے اس صفحے کے ذریعے ہمارے لئے مستقبل کے بکرے پیدا کر رہے ہو۔ ہمیں اس بات پر خسر ہے۔ اگر تم اسی رفتار سے اپنا کام کرتے رہے تو ایک دن جماعت بکرامی سب سے بڑی جماعت بن جائے گی۔ تم مستقبل مزاجی سے اپنا کام کئے جاؤ۔ کوئی شخص تمہیں نہیں ٹوٹے گا۔ تم جانتے ہی ہو۔ کہ تمہارے اخبار میں تمام اہم عہدے میرے عزیز ترین بکروں کی مٹھی میں ہیں۔ ان کے جیسے جی تم پر اپنا پنج تک نہیں آئے گی۔

منے موہنے، عزیز ازجان!

تم نے تو صرف ابھی اتنا لکھا ہے کہ دیت نامی حق پر نہیں ہیں اور ہماری اخلاقی مدد کے مستحق نہیں ہیں۔ تو تم چاہو تو یہ بھی لکھ سکتے ہو کہ "اس دنیا کے تمام انسانوں کی کھالیں کھینچ لینی چاہئیں، بچوں کی جگہ گاتی آنکھوں میں پچھلا ہوا سیسہ ڈال دینا چاہئے اور ماؤں کی دودھ سے بھری ہوئی چھاتیوں کاٹ لینی چاہئیں۔"

تم نے ابھی لکھا ہی کیا ہے میرے من موہنے!

لچکو، ٹککو اور ٹکھو، اس وقت تک لکھتے رہو جب تک کہ تمام انسانی جذبے جماعت بکرامی کے مقاصد کے مطابق نفرت کی بھٹی میں سلگ نہیں اٹھتے۔

آؤ اب میری آواز میں آواز ملا کر نعرہ لگاؤ!

لچکو، ٹککو

جماعت بکرامی ————— زندہ باد

امریکہ ————— زندہ باد

بکرے ————— زندہ باد

انسانیت ————— مردہ باد

کا استعمال کرتا رہا ہے، جب سے یہ شیطان کامیابیاں حاصل کر رہے ہیں، اس وقت سے گھر کے بجٹ کا ایک بہت بڑا حصہ ان ادویات پر صرف ہو رہا ہے، میں تو کہتا ہوں، امریکہ ہمارا دوست سہی لیکن ہم سچی بات ضرور کہیں گے، اس میں تھوڑی بہت غلطی اس کی بھی ہے چپ چاپ پچاس ساٹھ ایشیم بچھینک لے تو روز روز کا یہ پاپ کٹ جائے۔ آخر اسے اتنا بھڑا پھیلانے کی کیا ضرورت ہے۔ ایک ہی دن میں سارا احباب چمکائے، لاکھ دیر سہی لیکن ایشیم سے تو فدا ہی ہو جائیں گے۔ یہاں دواؤں کے مسلسل استعمال سے ہمارے گھر کا بجٹ غیر متوازن ہوتا جا رہا ہے اور وہ ہے کہ چند معمولی سے ایشیم ہی نہیں پھینک چکے دھڑا دھڑا ایشیم بکروں اور بایاٹورجن بکروں کی بارش کرنے لگے پھر دیکھتے ہیں یہ کیسے تو یہ نہیں کرتے، کچھ حرازدادے!

ان کی وجہ سے کسی کسی کڑوی گولیاں نگلنی پڑتی ہیں۔ منے موہنے بکرے!

ایک راز کی بات بتاؤں، اس وقت جی چاہ رہا ہے کہ کاش میں بکری ہوتا۔ تم حیران تو ضرور ہو رہے ہو گے، لیکن تمہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ تمہارے امریکی کوئی بات مصلحت سے خالی نہیں ہوتی۔ اگر میں بکری ہوتا تو کم از کم ان کمبخت ویت نامیوں کی سزارتوں سے نجات مل جاتی۔ میں اخبارات میں اعلان کر دیتا کہ، "میں اس سے شادی کروں گی جو میرے لئے ہوچی منہ کی کھال کا جوتالے کر آئے گا!" اب خود ہی سوچو، اس اعلان پر ساری دنیا دیت نام کی طرف دوڑ پڑتی سنا ہے، ہم بہت خوبصورت ہیں۔ یہ بات تم ہی بکرے کہتے ہو۔ ورنہ اپنے منہ سے ایسی بات کب اچھی لگتی ہے۔ پھر ہم بکری ہوتے تو قیامت ہی ٹوٹ پڑتی۔ مجھے تو یقین ہے کہ یہ غیر مجرمانہ انسان بھی میری اداؤں پر قربان چلے۔ میں انھیں خوب خوب بیوقوف بناتا۔ میں یہ ملک سب سے بڑا "غیر بکر" ہے لیکن جسے دیکھو اس کی مدح کرتا نظر آتا ہے۔ من موہنے! مجھے یقین ہے کہ یہ دستور بڑھتے وقت تمہاری آنکھوں میں آنسو آگئے ہوں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ میرا جی بھی بہت ادا اس ہو گیا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ چین کی مقبولیت کا یہ طاسم کیسے ٹوٹے گا؟ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں میری تمام بکرامی صلاحیتیں جواب دے گئی ہیں۔ رات دن اسی ادھڑٹن میں لگا رہتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ میں بہت جلد "محاسن شوری" کا ایک خفیہ اجلاس منعقد کروں جس میں اس مسئلے کے حل پر غور کیا جائے ورنہ یہ زہر پھیلتا جائے گا۔ ویسے تمہاری کوشش یہ بھی ہونی چاہئے کہ لوگ کسی طرح چین سے بدگمان ہو جائیں۔ آہستہ آہستہ غیر محسوس طریقے پر اپنا پروپیگنڈا جاری رکھو راجھی وہ دور نہیں آیا کہ ہم علی الاعلا چین کی مخالفت کر سکیں۔ یہ کمبخت حکومت بھی تو اس سے فدیہ تعلقات قائم کر کے ہوئے ہے، اس لئے میں صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ انتظار کرو۔ مناسب وقت کا انتظار! آخر چین میں دھرا کیا ہے یہ بات ناقابل یقین ہے کہ چین میں کوئی سماجی برائی نہیں پائی جاتی یہ چینی صدیوں سے افیون کا استعمال کرتے چلے آ رہے ہیں اور سب جانتے ہیں کہ نشہ تمام برائیوں کی جڑ ہوتا ہے اور یہ کہ رسوں کا عادی

بزم منشور کا قیام

کسانوں، مزدوروں اور
اہل قلم کا ولولہ انگیز اجتماع

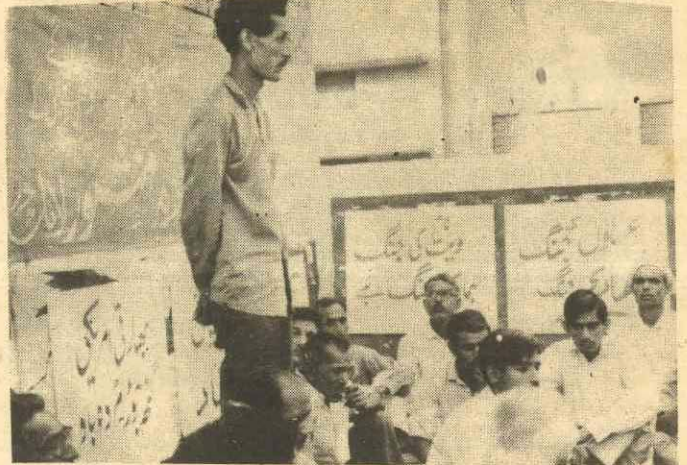


صدر جلسہ جناب امیر علی غزل پیشہ کر رہے ہیں

لاہل پور، ۸ مئی، آج یہاں بزم منشور کا پہلا تنظیمی اجلاس ہوا۔ آج سے صرف ستر سال پہلے تعمیر ہونے والے اس صنعتی اور زراعتی شہر کے قلب میں بزم منشور کے اراکین کی ایک بڑی تعداد جمع ہوئی۔ سب سے زیادہ خوش آئند بات یہ تھی کہ بزم کے یہ اراکین درحقیقت مزدور اور کسان طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد تھے جن کی پیشانیوں پر اپنے طبقے کی عظمت کا نور اور نگاہوں میں اپنی تحریک کا شعور جھلک رہا تھا۔ اجلاس کا یہ بزم کے مقامی منتظمین نے منشور اور مزدور تحریک سے متعلق نعرے پوسٹروں اور پینٹرز کی شکل میں آویزاں کئے تھے۔ جلسہ کی کارروائی سے پہلے اور بعد بزم کے ان اراکین کا ادارہ منشور کے نمائندوں سے محبت خلوص اور اپنائیت کے ساتھ ملنے کا منظر فاصلوں کو سمیٹ کر مختصر کر رہا تھا۔ سینکڑوں میل کا فاصلہ خیالات کی یک رنگی اور نظریات کی ہم آہنگی نے ختم کر کے رکھ دیا تھا۔ لائبلو منشور کے ان ذکاواروں کا مشہر ہے جس کے ایک فرد نے بزم منشور کی کیفیت کا فارم اپنے لہو سے تحریر کیا تھا۔ ایسے بے لوث، سرفروش ساتھیوں کی موجودگی نے اس جلسے کو ایک الونگ کانگ دے دیا تھا، اراکین اور ہمدارے کے نمائندوں میں باہم کوئی اجنبیت نہ تھی، ہزاروں سال پرانا عظیم ترین طبقاتی رشتہ سب کو ایک لڑائی میں پروئے ہوئے تھا۔

جلسہ کے آغاز پر بزم منشور لاہل پور کے سرگرم کارکن جناب محمد اکرام نے بزم کی قیام کی غرض و غایت اور اہمیت پر روشنی ڈالی اور منشور کا پیغام محنت کش طبقے، مزدوروں اور کسانوں میں پہنچانے کیلئے بزم کے اراکین سے سرودھار کی بازی لگانے کی اپیل کی۔

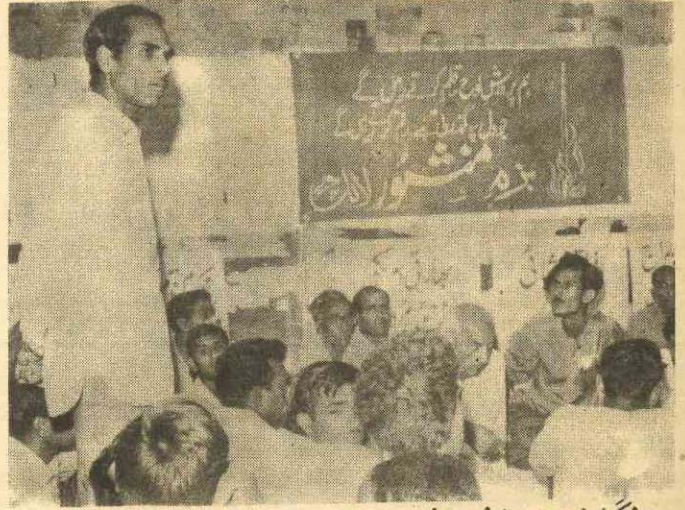
اکرام صاحب کے بعد ادارہ منشور کے رکن اور کل پاکستان بزم منشور کے



نگران اعلیٰ کل پاکستان بزم منشور جناب کی عباس تعارفی تقریر کر رہے ہیں۔ نگران اعلیٰ جناب کی عباس نے حاضرین سے خطاب کیا اور بتایا کہ موجودہ حالات میں منشور کو جاری رکھنا آسان کام نہیں، شدید مالی دشواریوں اور شیلے طباعت کی گرتی کے سبب منشور کو صرف چار آٹھ مہینے پیش کرنے میں سخت

مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ہم تو یہ چاہتے تھے کہ چونکہ منشور مزدوروں کسانوں کی آواز ہے لہذا یہ پرچہ ان تک کسی قیمت کے بغیر نہ پہنچے۔ یہی وجہ ہے کہ جب منشور کا پہلا شمارہ شائع ہوا تو اس پر قیمت ۵۰-۵۰ روپے در تھی لیکن ایک ہی پرچہ نکالنے کے بعد ہمیں معلوم ہو گیا کہ ہماری یہ آرزو کہ یہ اچھی سہی مگر اس پر عمل ہونا ممکن نہ تھا۔ چنانچہ بادل خواستہ اس کی قیمت زیادہ سے زیادہ چار آنے مقرر کی جو ساڑھے چار سال گزرنے کے بعد اور گمانی میں اضافہ ہونے کے باوجود آج بھی چار آنے ہی ہے۔ منشور مزدور کی آواز ہے، مگر اس آواز کو دبائے کیلئے جو طاقتیں سلنے آئیں ان میں جماعت اسلامی سب سے آگے تھی، ہمارے بعض ساتھی یہ اعتراض کرتے کہ جماعت اسلامی کے خلاف منشور میں بے حد سخت زبان استعمال کرتے ہیں۔ ہمیں ان ساتھیوں سے صرف یہ پوچھنا ہے کہ اگر کوئی شخص ہمارے گردن دبانے پر تلا ہوا ہو تو کیا ہم اس کا ہاتھ بھی نہ مروڑیں؟ کچھ ساتھی بڑے خلوص سے اس بات کا شکوہ کرتے ہیں کہ ہم نے روس کی اس طرح مذمت کی کہ ہم میں اور جماعت اسلامی میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔ ساتھیوں کی ان باتوں میں بلاشک و شبہ خلوص موجود ہے ایسا خلوص جس کی گہرائی ناقابلِ پیمائش ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ان کے شکوک و اعتراضات اور تنقیدات کو غور سے سنتے ہیں اور اس کے بعد اپنا نقطہ نظر ان تک پہنچانا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ ساتھیوں کو بھی سنجیدہ ہوشیار اور دیانتدار آدمی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ مزدور طبقہ لوٹے کے برسرِ اقتدار آنے سے پہلے روس نے محنت کشوں کی جو خدمت کی ہے اس کی تعریف کرنے سے قلم قاصر ہیں۔ یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ اس دنیا میں اکتوبر انقلاب سے بڑا اور پہلا طبقاتی انقلاب ہے اس کی عظمت ناقابلِ بیان ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ اب کچھ عرصے سے اس عظمت کے ساتھ منہ میٹھ کر

میں بستیاں بھی پیدا ہونے لگی ہیں۔ خرد مشفی لڑ جو اسٹالن کا پست
ان داتا کہتا تھا، اپنا معلم ماننا تھا، اپنے باپ کی طرح سمجھتا تھا اور پر لڑتا۔



نگران بزم منشور لائپو رجناب حفیظ راقبہ تقریر کر رہے ہیں

جس کے نظریہ سازوں اور معماروں نے حق خود اختیاری کا دعویٰ کیا تھا آج
وہاں یہ گراڈٹ اگئی ہے کہ وہ کثیر لوں کے حق خود اختیاری کی تائید نہیں کر سکتا
وہ برما کی رجعت پرست اور عوام دشمن فی دن حکومت کو معاشی اور
سیاسی معاونت دیتا ہے، وہ امن کے نعروں کے ساتھ ساتھ بھارت کو
بے پناہ تھکوار فراہم کرتا ہے۔ کوئی نہیں بتائے کہ یہ کونسی پالیسی ہے، کہ
روسی حکمران پاکستان سے تو کہیں کہ معاہدہ تاشقند پر عمل کرے، اور
حملہ آور بھارت کو فوجی ساز و سامان سے لیس کریں، وہ ایک طرف تو
مشرق وسطیٰ کی پانچ روزہ جنگ کی حمایت میں زبانی خرچ کریں اور دوسری
طرف جانشین کے پاس جاکر دوسری کے جام لٹا دھائی۔ یہ روس لینن اور
اسٹالن کی روسش تو ہرگز نہیں ہے۔ حقائق تلخ سبھی مکہ میں ان کو
تسلیم تو کرنا ہی پڑے گا۔ ”منشور“ سے یہ میں روس کی عظمت کا نقیب
تھا مگر آج وہی ”منشور“ اس کا نعتا ہے۔ مگر ہم رنج اور افسوس
کے ساتھ اور دوس کی مذمت کرتے وقت ہماری انگلیاں کا نکتی ہیں، ہماری
آنکھیں اشکبار ہوئی ہیں۔ لیکن دوستو اگر ہمارا باپ بھی، ہمارا عزیز ترین
دوست بھی، ہمارا محبوب بھی عوام دشمنی کرے، سامراج کی دلالی کرے تو ہم
اس کو بھی بے لعاب کریں گے۔ اس جذبے کے تحت روس پر تنقید کرنے
پر ہمیں امریکی سامراج کے ساتھ شامل کرنے کی ضرورت نہیں، ہمیں جماعت
اسلامی کے ساتھ کھڑا کرنا صحیح نہیں۔ جب ہم نے روس کے غلط اقدامات
کی مذمت کی تو ہمارے پاس روس کی حمایت میں گنتی کے چند خطوط آئے
تھے، ان خطوط میں جذبات تو ہوتے تھے مگر دلیل کوئی نہ ہوتی تھی! پھر
صد اقت کے متلاشی ان میں سے بعض ساتھیوں نے جب ہم سے مل کر اور
کھل کر باتیں کیں تو انھیں اپنا سابقہ نظریہ تبدیل کر کے ہمارا ہم خیال ہونا پڑا
ہم اس بات کے قائل ہیں کہ اگر دلائل ہیں، حقائق ہیں، منطقی بنیادیں
ہیں تو ان کو ضرور اور فوراً ماننا چاہئے مگر ہم مذکورہ نادان دوستوں کے
پیار کو ٹھکرانے پر مجبور تھے اور مجبور ہیں۔

سے اپنی دنا داری کا اعلان کرتا تھا اس نے اسٹالن کی موت کے بعد برسرِ اقتدار
آنے پر اسٹالن کے خلاف ذرا اگلتا شروع کر دیا، پر لڑتا رہے سے اقتدار
چھین لیا اور اس طرح اکتوبر انقلاب کے بنیادی مقاصد کے خلاف سازش
کر کے اور ایک عظیم انقلابی پرکچڑ اچھال کر اکتوبر انقلاب کے روش چہرے
کو بھی داغدار کیا۔ اس کے بعد کئی بار سے اپنے مزا مل کے اڑے ٹھاکر امریکی
سامراج کے سامنے گھٹنے ٹیک دئے۔ انڈونیشیا میں سوئیکار تو کی مخالف حکومت
کو امداد اور قرضہ دیا جس نے لاکھوں افراد کو گھوٹل قمار دے کر تہ تیغ کر دیا
دیا تھا اور جو اب بھی ملک کی ترقی پسند قوتوں کی دشمن ہے۔ ویتنام میں جنگ
عظیم برپا ہے، زہریلی گیس اور نیپام بم استعمال ہو رہے ہیں۔ ویتنامی عوام
جان کی بازی لگا کر امریکی سامراج کا سر کھینچنے پر تلے ہوئے ہیں مگر روس کا
حکمران لڑ خا موش تماشا بنا ہوا کہتا ہے، جب جاپان کے سپاہی ہوائی جہاز
سمیت بحری جنگی جہاز کی چینی میں غوطہ مار کر دشمن کی محر توڑ سکتے ہیں تو کیا
ان سے ہزار گنا بہادر دیت نامی مجاہدین آزادی یہ کارنامے انجام نہیں دے
سکتے، مگر انھیں ہوائی جہاز مطلوبہ تعداد میں ملیں تو وہ اپنے یہ جو بھی کھٹیں
لیکن دنیا کی سب سے بڑی فوجی طاقت ہونے کی دعوے دار حکومت کے روسی
زعما ویتنامیوں سے یہ کہتے ہیں کہ جاؤ پیر میں جا کر اس کی بات چیت کر لو۔
اسی لڑنے نے ستمبر ۶۶ء میں حملہ آور کو حملہ آور نہیں کہا۔ اگر تھوڑی دیر
کے لئے بھارت کا یہ الزام مان بھی لیا جائے کہ پاکستان نے کشمیر کی سرحدوں
میں چھڑکھاڑ کی تھی تو بھی بھارت کو چاہئے تھا کہ کشمیر کی سرحدوں میں ہی
جنگ کرتا کہ تنازعہ اپنی متنازعہ حدود کے اندر ہی رہتا۔ ساھیو! ہم
پر لڑتاری بین الاقوامیت پسند ہونے کے ساتھ ساتھ دطن دوست بھی
ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جب ہماری اپنی سرحدوں پر اور خود ہم پر حملہ ہوا تو
ماؤ نے ہمارے ملک کے عوام کی تائید کی۔ اس تائید سے بھارت کے
روسی حمایتی بوکھلا گئے اور انہوں نے تاشقند میں بلا کر بھارت اور
پاکستان کے درمیان ایک شرمناک معاہدہ کر دیا اور وہ سوویت یونین،



حاضرین جلسہ کا ایک گوشہ

پاکستان میں اس وقت مظلوم طبقے بیدار ہو رہے ہیں، بین الاقوامی
توازن مزدوروں کی سمت میں بدل چکے ہیں۔ ان حالات میں ہمیں اپنا
طبقاتی کردار ادا کرنا چاہئے۔ اپنے عوام اور ملک کی خدمت کرنا چاہئے
شہروں میں رہنے والے ہاتھیوں کو دیہاتوں میں جانا چاہئے کہ وہ

جس میں لائیکور کے مقامی اور بیرونی شعرا جناب سعید یلین، جناب علی محمد مجیب، جناب نامید نواز، جناب فیض محمد، جناب حفیظ راقب، جناب امیر علی، جناب قمر لدھیانوی، جناب غیاث الدین، جناب سبط حسن ضیغم، جناب ندرت، جناب منیر احمد نصیر، جناب نواز صدیقی، جناب طالب جالندھری، جناب خالد حمیدی، جناب حزق لدھیانوی، جناب حاجی عدیل اور جناب واحد شیر نے کلام پیش کیا۔

بزم منشور

کی
ادبی تنقیدی نشست

اتوار ۳۰ جون ۵ بجے شام بمقام ۱۴۸ کھونا تھ روڈ۔ منقل نو اے وقت۔ نزدیکی حضرت صدر کراچی منعقد ہوگی۔ اراکین بزم منشور سے شرکت کی درخواست ہے۔ نوٹ:۔ شناختی کارڈ ہمراہ لائیں۔

اضافہ کر دیا گیا ہے۔

مقررین نے مزید کہا کہ موجودہ نظام نے پہلے ہی یہاں کے بد نصیب اہلیوں کی کمر توڑ رکھی ہے۔ اس پر بید خلیوں کے سلسلے نے ان بیکس و منظموں پر مزید ستم کے پہاڑ توڑے ہیں۔ اگر ارباب اقتدار نے جاگیرداروں اور زمینداروں کے اس گھناؤنے اقدام سے عدم توجہی اختیار کئے رکھی تو اس کے اثرات ملکی معیشت کو تباہ کر دیں گے آخر میں سندھ کے کسانوں کی بید خلیوں پر شدید غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کیا گیا کہ فوری طور پر اس سلسلے کو بند کر لیا جائے اور کسانوں کو بیدخل کر کے نئے جاگیردار اور زمینداروں کے پشت پناہ راشی افسران کو عبرتناک سزائیں دی جائیں ایک قرارداد کے ذریعے ضلع سانگلہ کے تعلقہ مشہاد اور میں بڑھتی ہوئی ہے بے روزگاری پر سخت تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ یہاں پر کارخانوں کا قیام عمل میں لایا جائے تاکہ مقامی باشندوں کو روزگار مل سکے۔

دوسری قرارداد کے ذریعے دینامی مجاہدوں کی جدوجہد آزادی کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا گیا کہ دینامی جیلے نہ صرف اپنی بلکہ ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے کئی آزادی کی لڑائی لڑ رہے ہیں۔ قرارداد میں امریکی سامراج اور اس کے چھوٹوں کے گھناؤنے مقاصد کی سخت الفاظوں میں مذمت کی گئی اور دینامی مشہدوں کو سلام عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا گیا کہ دینامی کے مشہدوں نے ایک عظیم مقصد کیلئے قربانی دی ہے۔ قرارداد میں حکومت سے پر زور مطالبہ کیا گیا ہے کہ عوامی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے حکومت کو چاہئے کہ وہ دینامی میں مرنے والے سامراجی مظالم کی نہ صرف مذمت کرے بلکہ شمالی دینامی کی عوامی حکومت کو تسلیم کرے۔

کے چوپال اور کھلیانوں پر جانا چاہئے، ہمیں چاہئے کہ ان سے ناطہ جوڑیں اور ان تک وہ پیغام پہنچیں جو منشور نے دیا ہے، بزم منشور کے ہر رکن کو یہ فرض اپنانا پڑے گا۔ جہاں ہم مزدور کسان اتحاد کی بات کرتے ہیں، وہیں ہمیں ذہنی اور جسمانی محنت کے امتیاز کو بھی ختم کرنا پڑے گا۔ ادیبوں اور فنکاروں کو اپنے عشرت کردوں سے نکلنا ہوگا اور مزدوروں کسانوں سے ناطہ جوڑنا ہوگا۔ ہم قلم کو تھوڑے اور دانتی سے ملائیں گے۔ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم متوسط طبقے سے تعلق رکھتے ہیں، ہم کیونکہ مزدور نہیں اس لئے انقلابی بھی نہیں ہیں۔ ہمیں اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ ہم سفید پوش ہیں، ہم نے آج تک انقلابی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا، اصلی انقلابی تو مزدور ہے، ہم تو اس بات کو اپنے لئے خیر سمجھتے ہیں کہ ہم انقلابیوں کی راہ کا کوڑا کرکٹ صاف کرنے والے خاکروب ہیں، ہم اپنی انقلاب دوستی کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے اس دھڑ کی کو اس قابل بنائیں گے کہ پروتاریہ کا نائنہ پوری شان اور شوکت کے ساتھ منزلوں پر منزلیں مارتا ہوا پیش قدمی کرتا ہے، ہم اپنی زندگی کے آخری لمحے تک جھارڑ دیں گے، عظیم قاتل کی آمد کیلئے راہ ہموار کریں گے۔ جناب ذکی عباس کی افتتاحی تقریر کے بعد بزم منشور لائیکور کے نگران کا انتخاب عمل میں آیا۔ حاضرین جلنے با اتفاق رائے جناب حفیظ راقب کو نگران منتخب کیا۔ انتخاب کے بعد ایک محفل شعر و سخن منعقد ہوئی

کسان کارکنوں کا ہنگامی اجلاس

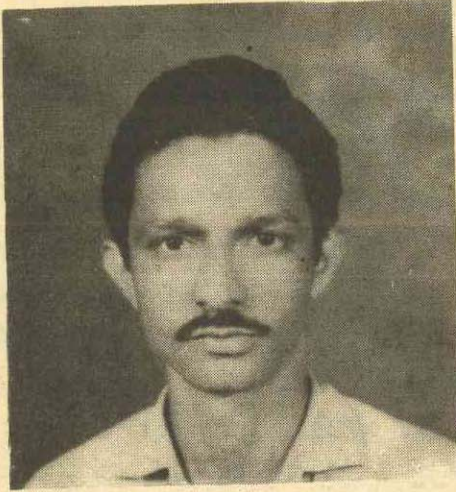
ہارلیوں کی بید خلیوں پر شدید غم و غصہ کا اظہار
مشہد ادویر، دنا سندھ منشور ۲۱ اپریل، سابق صوبہ سندھ کے عوام دوستوں اور کسان کارکنوں کا ایک اجلاس زیر صدارت کامر لڈر سس بروہی منعقد ہوا جس میں لڈو، بھول، سرہاری، مشہد ادویر اور تریبی دیہاتوں کے سرگرم کارکنوں نے شرکت کی۔ اجلاس سے اعبادواحد بروہی ایڈووکیٹ، الوزمین، شوکت علی، جان محمد مہین اور کامر لڈر سس بروہی نے خطاب کیا، مقررین نے ملکی اور بین الاقوامی سیاسی صورتحال کا جائزہ لیتے ہوئے حقیقی دشمنوں سے ملنے کیلئے حقیقی دوستوں سے اتحاد کرنے پر زور دیا اور کہا کہ آج تک ہمارے ملک میں صحیح طور پر طبقائی سیاست نہیں چلائی گئی۔ مگر آج بین الاقوامی حالات نے بڑی تیزی سے پلٹا کھلایا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے ملک کے مزدوروں اور کسانوں میں پہلے کی نسبت کافی بیداری پیدا ہو چکی ہے۔

آج سندھ کے مظلوم ہاری جس کسمپرسی میں مبتلا ہیں اس کی بڑی وجہ جاگیردار، زمیندار، اور ڈیرا شاہی ہے۔ گوکہ موجودہ حکومت نے زرعی اصلاحات کے ذریعے اس خوفناک بت کو توڑنے کی کوشش ضرور کی ہے مگر ان اصلاحات سے یہاں کے کسانوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ کیونکہ ”زرعی اصلاحات“ کے تحت آئی ہوئی زمینوں کو بجائے حقدار و بے مالک کسانوں میں تقسیم کرنے کے انعام و نیلام کے ذریعے غیر مستحق سرکاری افسران کو دی گئیں۔ اس طرح غیر کاشتکاروں کا نیا طبقہ پیدا کر کے یہاں کے مصیبت زدہ ہارلیوں کے دکھ درد میں مدد ادا کے بجائے

خبرنامہ

کراچی مزدور مرکزی کمیٹی کے سکریٹری اشرف حسین رضوی کی ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت گرفتاری

مرکزی کمیٹی اور اس سے ملحقہ تمام یونینوں کے طرف سے سخت ترین احتجاج



کراچی ۹ جون ہمشہور اور خالص مزدور کارکن اور کراچی مزدور مرکزی کمیٹی کے سکریٹری اشرف حسین رضوی کو ۸ جون کو صبح گیارہ بجے ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت گرفتار کر لیا گیا۔ یہ گرفتاری اس وقت عمل میں آئی جب کہ وہ لیبر ڈیپارٹمنٹ میں مزدوروں کے مسائل پر مددگار کی گفتگو میں مصروف تھے اس گرفتاری کے لئے مقامی سرمایہ دار لیبر ڈیپارٹمنٹ کے افسران اور کراچی کی انتظامیہ ایک عرصہ سے زمین ہوا کر رہی تھی اور اس بات کا اظہار لیبر ڈیپارٹمنٹ کے ایک ذمہ دار افسر موسیٰ خان بار با اپنی دھمکی آمیز گفتگو میں کیا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ مزدور مرکزی کمیٹی جس نے مزدوروں کو صحیح خطوط پر منظم کرنے کا بیڑا اٹھا ہے اور اپنی ترقی پسند پالیسی کے تحت نہ صرف کراچی کے مزدوروں میں بھرپور انداز میں کام کر رہی ہے، بلکہ پاکستان کے مزدوروں کے لئے مشعل راہ بنی ہوئی ہے اس دو سال کے مختصر عرصے میں مرکزی کمیٹی کی ابھرتی ہوئی خالص قیادت نے جس تیزی سے کراچی کے مزدوروں میں طبقاتی شعور بیدار کر کے انھیں اپنے جھنڈے تلے منظم کیا ہے اس سے مقامی سرمایہ داروں اور مزدوروں میں ان کی چھ لیڈر شپ پر بھرپور مار پڑی ہے اور انہوں نے بوکھلاہٹ میں اپنے ہوش و حواس تک گنوا دیے ہیں۔ جن ملوں میں مارکان کی ایجنٹ پاکستانی یونینیں ایک عرصے سے مزدوروں کو فروخت کرنے کا کاروبار کرتی رہی ہیں وہاں کے مزدوروں نے اپنی بد معاش قیادت سے چھٹکارا حاصل کرنے اور صحیح رہنمائی حاصل کرنے کی خاطر مزدور مرکزی کمیٹی کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ مزدوروں میں بڑھتے ہوئے اس رجحان سے گھبرا کر ماسٹرز کے حربے استعمال کئے جانے لگے جس کی آخری کڑی سید اشرف حسین رضوی کی گرفتاری ہے۔

بارون ٹیکسٹائل ملز کی پاکستانی یونین اور اس کی بے ایمان قیادت سے تنگ آکر وہاں کے مزدور حال ہی میں اپنی نمائندہ یونین منظم کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور اپنے مسائل کے حل کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ اس جدوجہد کو توڑنے کیلئے خود مل مالکان اور پاکٹ یونین کے عناصر نے مل کر ایک غیر منظم ہڑتال کو ادا کیا تاکہ مزدور مرکزی کمیٹی کے کارکنوں پر حملہ کرنے کا بہانہ نکال لیا جائے خاص بات یہ ہے کہ غیر منظم ہڑتال صرف چند گھنٹے چلی اور اس مختصر عرصے کو اشرف حسین رضوی کی گرفتاری کے لئے تیزی سے استعمال کیا گیا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ جس وقت یہ گرفتاری ہوئی، اس وقت اشرف حسین رضوی نہ تو مل ایریا میں موجود تھے نہ بارون ٹیکسٹائل ملز کی حدود میں تھے اور نہ ہی انہوں نے اس سلسلہ میں مزدوروں کے کسی جلسے سے خطاب کیا تھا۔ بلکہ اس کے برعکس وہ لیبر ڈیپارٹمنٹ میں دیگر

یونینوں سے متعلق مصالحتی گفتگو میں مصروف تھے۔ اشرف حسین رضوی کی اس غیر متوقع اور سوچی سمجھی سازش کے تحت گرفتاری سے مزدوروں میں انتہائی اشتعال اور بے چینی پھیل گئی ہے تمام حلقوں کی طرف سے غم و غصہ کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ مزدور مرکزی کمیٹی اور اس سے ملحقہ یونینوں نے اس گرفتاری پر شدید احتجاج کیا ہے اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ اشرف حسین رضوی کو فوری طور پر رہا کیا جائے اور مقامی انتظامیہ کے اس مزدور کش اور رجعت پرست اقدام کی تحقیقات کرائی جائے۔ جس سے مزدوروں میں عام بے چینی پھیل رہی ہے۔ مرکزی کمیٹی سے ملحقہ یونینوں کے جلسے برابر منعقد ہو رہے ہیں، جن میں قراردادیں منظور کی جا رہی ہیں اور ان قراردادوں میں مزدوروں کے شدید غم و غصہ کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ مزدور مرکزی کمیٹی کے صدر طفیل عباس صاحب نے اس واقعے پر ایک بیان میں کہا ہے کہ مقامی حکام کا فرض یہ ہے کہ عام مزدوروں میں بڑھتی ہوئی بے چینی کا سدباب کریں اور ان کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ان کے خالص کارکنوں سے بات چیت کریں۔ لیکن اس کے برعکس ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ کراچی کی انتظامیہ اور لیبر ڈیپارٹمنٹ سرمایہ داروں کے اشاروں پر ناچتے ہوئے مزدوروں کی بے چینی میں مزید اضافہ کرنے کی حرکتیں کر رہے ہیں۔ ہم حکام پر یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ خالص مزدور کارکنوں کو گرفتار کر کے مسائل کو حل نہیں کیا جاسکتا، بلکہ ان میں اور پیمیدگی پیدا کی جاسکتی ہے۔ طفیل عباس صاحب نے صدر پاکستان اور گورنر مغربی پاکستان کی توجہ اس طرف مبذول کرائی ہے کہ پاکستان کے دفاعی

نے صنعتی عدالت دو عم کراچی میں ان کارکنوں کو برطرف کرنے کی اجازت دینے کیلئے صنعتی تنازعات کے قانون کی دفعہ (۲) ۳۰ کے تحت مقدمات دائر کرائے۔ اور عدالت نے ان مقدمات کی سماعت کے بعد مالکان کو انھیں نکالنے کی اجازت دیدی۔ اس فیصلے کی اطلاع حاصل کرنے کے فوری بعد مالکان نے ان کارکنوں کو ۴ مئی کو کام سے فوری طور پر برطرف کر دیا۔ فورسک ملز لیبر یونین کے جیلے عام مورخہ ۵ مئی میں، اس موقع پر جبکہ یونین اور مالکان کے درمیان مناسب سمجھوتے کی بات چیت ہو رہی تھی اور سمجھوتہ ہونے کی امید بندھ رہی تھی، صنعتی عدالت کے ایوارڈ کی وصولیابی کے بعد یونین کے عہدیداروں کی برطرفی کے اس عمل پر انتوس کا اظہار کیا گیا اور اس اقدام کو مفاہمت کے آزمودہ طریقہ کار کو نچو اٹھاہ نظر انداز کرنے کی کوشش قرار دیتے ہوئے فیصلہ کیا گیا کہ حالات کا بر صورت میں مقابلہ کیا جائے گا۔ اور مزدوروں کے حالات کار کی بہتری کے لئے جدوجہد جاری رہے گی۔ اور اس کے ساتھ ہی ساتھ معزز صنعتی عدالت کے مذکورہ بالا ایوارڈ کے خلاف معسرتی پاکستان ہائیکورٹ کراچی میں رٹ کی جائے گی، جس کے احراجات کیلئے مزدوروں سے خصوصی فنڈ وصول کئے جانے کا فیصلہ کیا گیا۔

ہارون ٹیکسٹائل ملز لیبر یونین کا قیام

کراچی ۱۵ مئی (دعا تہذہ منشور) کراچی مزدور مرکزی کمیٹی کے آفس میں ۲۸ اپریل کو ہارون ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ۔ ایس۔ آئی۔ ٹی۔ ای کراچی کے مزدوروں کا ایک جیلےم اشتیاق حسین دیور کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں ہارون ٹیکسٹائل ملز لیبر یونین کے نام سے ایک یونین تشکیل دی گئی۔ دستور کی منظورری کے بعد مندرجہ ذیل عہدیداران و ممبران مجلس عاملہ کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

صدر اشتیاق حسین، نائب صدر عبدالخالق اور شیریں خاں، جنرل سکریٹری اشفاق علی، جوائنٹ سکریٹریز، نوبت خان اور حبیب گل۔ آفس سکریٹری عبدالشیر، خزانچی میاں بادشاہ، پریگنڈ اسکرپٹری میر حکیم خان۔ ممبران مجلس عاملہ ابوالحسن۔ عبدالخالق۔ غلام رسول۔ داؤد۔ محمد بخش، سید گوہر حوناں خان۔ بابو۔ لینین۔

واضح ہو کہ ہارون ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ کی انتظامیہ کے کچھ افسران نے عرصے سے پاکستان یونین اور اس کے عہدیداروں کی مدد سے دو طرفہ طور پر مزدوروں پر سخت انتقامی کارروائیوں اور ظلم و ستم کا سلسلہ چلا رکھا تھا۔ اور مزدوروں کو ان کی پچھلی جدوجہد کے نتیجے میں ملے ہوئے حقوق سے ایک ایک کر کے محروم کرنا شروع کر دیا تھا۔ ان کارروائیوں میں پاکٹ یونین کے رہنما انتظامیہ ملز کی خدمات میں ترکیبیں اور مشوکے پیش کرتے رہے اور دوسری طرف مزدوروں کے درمیان قانون کی خامی اور سرمایہ داروں کی گرفت کا حوالہ دے کر مزدوروں کو صبر و شکر کی تلقین کرتے رہے، نتیجتاً یہاں کے باشندے مزدوروں نے ان دونوں مزدور دشمن عناصر کے خلاف جدوجہد شروع کر دی اور سینکڑوں مزدوروں کو اس جدوجہد کے نتیجے میں مختلف ہتھکنڈوں کے ذریعے کام سے نکالا گیا۔ اور بہت سے جون ۶۸

قوا میں کاستعمال وطن دشمنوں، رشوت خوروں، اسمگلروں، اسی آئی لے کے ایجنٹوں کے بجائے مخلص مزدور کارکنوں کے خلاف کیا جا رہا ہے جس سے ہم بجا طور پر یہ سمجھنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ وہ تمام لوگ جو اس پالیسی پر عمل پیرا ہیں وہ مزدور دشمن ہی نہیں بلکہ وطن دشمن ہیں، انہوں نے حکومت کو متنبہ کیا ہے کہ اگر مزدوروں کی جانب اس رویے کو یکسر تبدیل نہ کیا گیا تو اس کے نتائج انتہائی خطرناک ہوں گے۔ جس کی پوری ذمہ داری ان لوگوں پر عائد ہوگی جو اس پالیسی کے معمار ہیں۔ انہوں نے امٹرف حسین رضوی کی فوری رہائی کا مطالبہ کرتے ہوئے انتظامیہ کے اس رجحان پر سخت اقدام کی اعلیٰ پیمانے پر تحقیقات کا مطالبہ کیا۔

مزدور مرکزی کمیٹی نے تمام محب وطن مزدور دوست سیاسی و غیر سیاسی تنظیموں سے اپیل کی ہے کہ وہ اس گرفتاری پر احتجاج کریں اور امٹرف حسین رضوی کی رہائی کے لئے تمام تنظیمی و قانونی وسائل کو استعمال کریں۔

فورسک ملز لیبر یونین کے جنرل سکریٹری اور دیگر

چار کارکنوں کو برطرف کر دیتے تھے

کراچی ۱۵ مئی (دعا تہذہ منشور) فورسک ملز لیبر یونین کے جنرل سکریٹری محمد مکی۔ نائب صدر قاضی عبداللہ۔ جوائنٹ سکریٹری محمد نسیم، ممبر مجلس عاملہ یاد علی اور سرگرم کارکن عبدالرشید کو انتظامیہ ملز نے مورخہ ۱۳ مئی سے برطرف کر دیا ہے۔

واضح ہو کہ فورسک ملز لیبر یونین کے ان عہدیداروں نے یونین مذکور صحیح خطوط پر چلانے کیلئے طویل عرصہ آزما جدوجہد کے بعد۔ جولائی ۶۷ء میں اسے مالکان کے چنگل سے نکال کر شاندار کامیابی حاصل کی تھی۔ کراچی مزدور مرکزی کمیٹی کی رہنمائی اور رفاقت میں یونین نے اپنی موثر جدوجہد کے ذریعے مزدوروں کے بہت سے مسائل حل کر دئے۔ اور مزید بہتر سہولتوں کے حصول کے لئے جدوجہد جاری رکھی گئی۔ اس جدوجہد کے دوران یونین کے سابق جنرل سکریٹری عبدالصمد اور قمر الدین محمد مجلس عاملہ کو مختلف بہانوں اور الزامات کے ذریعے برطرف کیا گیا۔ لیکن اس کے باوجود جدوجہد جاری رہی۔

یونین نے گزشتہ اپریل ۱۹۶۷ء میں مزدوروں کے اکیس مطالبات کے حصول کے لئے مالکان کو برطانوی نوٹس جاری کیا۔ جس پر حکمہ محنت میں متعدد مشترکہ مصالحتی میننگیں منعقد ہوئیں لیکن ملز منتظمین میں سے کچھ افسران نے اپنے مخصوص مفادات کے تحفظ کیلئے مزدوروں اور مالکان کے درمیان کوئی مناسب سمجھوتہ نہیں ہونے دیا، اور حکمہ محنت کے جاری کردہ ناکامی کے سرٹیفکیٹ کی بنیاد پر معاملے کو صنعتی عدالت میں لایا تا پڑا، جہاں اس مقدمے کی پیری یونین کے صدر و احد بشیر ابن ایوب اور امٹرف حسین رضوی کرتے آئے ہیں۔

پچھلے سال جون کی غیر معمولی گرمی میں۔ کھانے کو سرد کرنے کے لئے برف کی مقررہ مقدار فراہم نہ کرنے کے مسئلے پر منتظمین ملز اور یونین کے درمیان تنازعہ پیدا ہوا۔ اس واقعے کو غلط رنگ دے کر اور جھوٹے الزامات پر مشتمل چارج شیٹوں کے ذریعے مذکورہ نمائندوں پر فوجدرم ناکام مالکان

نہیں کی گئی۔ اس کے علاوہ کارپوریشن کے حکام بالائے یقین دلایا تھا کہ ان تحفیفات شدہ کلرکوں کو کراچی سروس میں ملازمت پر رکھ لیا جائے گا اور سب سے پہلے حیدرآباد کے ملازمین کو جگہ دی جائے گی۔ مگر کارپوریشن کے حکام نے اپنی پرانی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے وعدوں سے منہ پھیر لیا اور کسی ایک کلرک کو بھی کراچی سروس میں ملازمت کرنے کا موقع نہیں دیا۔ نیز کراچی سروس میں بہت سے جو نئے کلرکوں کو ترقیاں دے دی گئیں جبکہ ان سے بہت زیادہ سینئر حضرات حیدرآباد میں بڑے ہیں اس طرح کارپوریشن کے حکام نے نہ صرف ملازمین کے ساتھ نا انصافی کی بلکہ مزدور قانون کی بھی خلاف ورزی کی ہے۔

جی۔ ٹی۔ ایس ایمپلائز ایسوسی ایشن کے جنرل سکریٹری بشیر الدین نے ہمارے نمائندے کو بتایا کہ سرگین سے آنیوالی بسوں کے لئے کارپوریشن نے کراچی روٹس پر اجارہ داری قائم کی ہے۔ دوسری طرف کارپوریشن اجارہ داری پیسے کے خلاف حیدرآباد کے وہ روٹس جن پر حیدرآباد سروس کی اجارہ داری تھی ختم کر کے چند سرمایہ داروں کے حوالے کر دئے ہیں۔

بشیر الدین نے اپنے بیان میں بتایا کہ حیدرآباد کے حکام نے اس سروس کو نیلام ٹھہرنا رکھا ہے، بسوں کو نیلام کرنے سے قبل ان پر پانچ پانچ دس دس ہزار روپیہ کے پرزے جات لگائے جاتے ہیں اور اس بھاری رستم کے پرزے جات لگانے کے بعد ان بسوں کو کوڑیوں کے مول فروخت کر دیا جاتا ہے، انہوں نے مثال دیتے ہوئے کہا کہ اس قومی ادارے کی نیلام کی ہوئی بسیں آج بھی سانچھڑ میں چل رہی ہیں، پرائیویٹ مالکان ان سے خوب کماتے ہیں۔ اگر اس طرف جی۔ ٹی۔ ایس کے مزدور حکام کو توجہ دلاتے ہیں اور اپنے مسائل پیش کرتے ہیں تو جواب ملتا ہے کہ ”تم ہونگے اور تمہارے مسائل“ یہ اس بات کا جیتا جاگتا ثبوت ہے کہ حکام نے اس قومی ادارے کو ٹھکانے لگانے کے لئے ایک جامع منصوبہ بنایا ہے۔

بشیر الدین نے حکومت مغربی پاکستان سے مطالبہ کیا کہ وہ جی۔ ٹی۔ ایس حیدرآباد کی نیلام کردہ بسوں اور ان کے اوپر لگے گئے اخراجات کی عدالتی تحقیقات کرائے، ان کی ترقیاں بحال کی جائیں، جو دروازے سے باہر سے آئے ہوئے ملازمین کو واپس کیا جائے اور ان کی جگہ حیدرآباد کے ملازمین کو ترقیاں دی جائیں۔

کریم سلک ملز در کرز یونین کا اسٹرائیک نوٹس

کراچی ۱۵ مئی (نمائندہ منشور) کریم سلک ملز در کرز یونین کی جانب سے گیارہ مطالبات پر مشتمل اسٹرائیک نوٹس منتظمین ملز کو ۲۹ اپریل کو جاری کیا گیا ہے، مطالبات میں سالانہ چھٹیوں کا پیسہ پیس ریٹ کے مطابق دیئے جانے اور پچھلے پانچ سال کے بقایا جات ادا کرنے۔ مزدوروں کو کارڈ۔ فوٹو پاس اور چھٹیوں کی کتاب فراہم کئے جانے، یونین کی خط و کتابت کا جواب دینے اور مل کے اندر یونین کے لئے نوٹس بورڈ فراہم کرنے کے مطالبات بھی شامل ہیں۔ اس نوٹس پر دو مشترکہ مصاحبتی میٹنگوں کے بعد مزدور اسٹرائیک کو متعلقہ مصاحبتی افسر جناب موسیٰ خان اسٹیشن ڈائریکٹر لیبر و فیئر نے یقین کے درمیان گفتگو ناکام ہو جانے کا سرٹیفکیٹ جاری کرنے کے لئے کارروائی مکمل کر لی۔

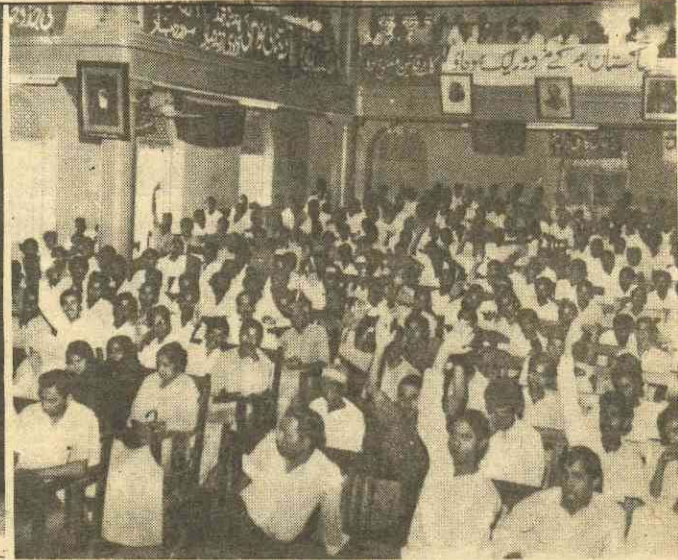
مزدور اس اندیشے کے پیش نظر نکلو ائے گئے کہ مستقبل میں ان کے ذریعے جدوجہد شروع ہونے کا اندیشہ تھا۔ اس سکھاشاہی کے باوجود یہاں کے مزدوروں نے اپنی جدوجہد جاری رکھی اور سازشی لوٹے کی آسپی گزرت سے چھٹکارا پانے کی ان کوششوں کے نتیجے میں مذکورہ تنظیم کی شکل سامنے آئی۔ دریں اثنا یونین کی جسٹیشن کے درخواست دیئے جانے اور قانون کے مطابق عہدیداران و نمبران مجلس عاملہ کے نام مارکان کو فراہم کرنے جانے کے بعد ملز انتظامیہ کے بعض افسران نے جن کا مفاد ہارون ٹیکسٹائل ملز لیبر یونین کے قیام کے بعد متاثر ہو رہا ہے۔ یونین کے نمائندوں، عہدیداروں اور سرگرم کارکنوں کے خلاف یونین دستان مزدور کش اقدامات کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ یونین کے جنرل سکریٹری۔ خزانچی اور پریگنڈ اسکریٹری کو جھوٹے الزامات پر مشتمل جواب طلبیاں جاری کی گئیں، ارمی کو یونین کے صدر اشتیاق حسین کو سلک سیکشن کے انیس دیگر مزدوروں کے ساتھ ایک جنرل نوٹس کے ذریعے جسٹرائٹ ٹریڈ یونین سے اجازت لئے بغیر کام سے نکال دیا گیا۔ اس سے قبل ۱۰ مئی کو انھیں جھوٹے الزامات پر مشتمل جواب طلبی دی گئی تھی اور دوسرے دن اس کا جواب پہلے وصول کیا گیا اور بعد میں اسے بغیر وجہ بتائے واپس کر دیا گیا۔ اس کے برعکس پاکٹ یونین کھلے عام مزدوروں کو ڈرانے دھمکانے اور بددستی پاکٹ یونین سے نمبر فارم بھرنے کا سلسلہ ملز کے لیبر آفیسر کی سرکردگی میں کر رہی ہے کارخانے میں روز نئے نئے نوٹس لگائے جاتے ہیں۔ جن کے ذریعے مسلسل دو دو گھنٹے ٹنک پانی پینے اور ضروریات کیلئے باہر آنے پر پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں۔ اس وقت کے بعد بھی حوارج ضروریہ کے لئے نوٹس کے ذریعے صرف پانچ منٹ باہر جانے کی اجازت ہے۔ جبکہ بیت الخلاء ملز کے مزدوروں کی ضرورت سے انتہائی کم بنے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ نماز پڑھنے کیلئے بھی بہت کم وقت دیا جاتا ہے مختلف کھاتے کے مزدوروں کو صرف آدھے گھنٹے کیلئے کینٹین کھلا رکھنے کا بندوبست کیا گیا ہے جس میں کھانا۔ کھانا تقریباً ناممکن ہے جس سے صحت پر برا اثر پڑنے کا اندیشہ ہے۔ یونین نے ایک مراسلے کے ذریعے منتظمین کو آگاہ کیا ہے کہ ان حالات کی وجہ سے مزدوروں میں سخت بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ اور اگر یہ سرگرمیاں جاری رہیں تو نتائج و عواقب کی ذمہ داری سراسر ملز انتظامیہ پر ہوگی۔ اس کے علاوہ محکمہ محنت کے شعبہ انسپکشن اور جناب جسٹرائٹ صاحب ٹریڈ یونینز کے پاس بھی یونین کے مراسلوں کے تحت مذکورہ حالات کے ازالے کیلئے کارروائیاں جاری ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی ساتھ مزدور اپنی یونین کی رہنمائی میں اپنی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔

جی۔ ٹی۔ ایس حیدرآباد سے نکالے ہوئے کلرکوں کو ابھی تک نوٹس پے ادا نہیں کی گئے

حیدرآباد (نمائندہ منشور) گورنمنٹ ٹرائیپورٹ سروس حیدرآباد کے جن ۲۳ جو نئے کلرکوں کو تحفیفات کے کالے قانون کے تحت ملازمت سے برطرف کر دیا تھا، تین ماہ گزر جانے کے بعد بھی ابھی تک ان کو ایک ماہ کی نوٹس پے ادا

یوم مئی کا جلوس

مشکاتگو کے مزدوروں کا پرچم تمام دنیا کے مزدوروں کے پرچم بن گیا
کراچی مزدور مرکزی کمیٹی کا دو سالہ کونسل سیشن اور انتخابات

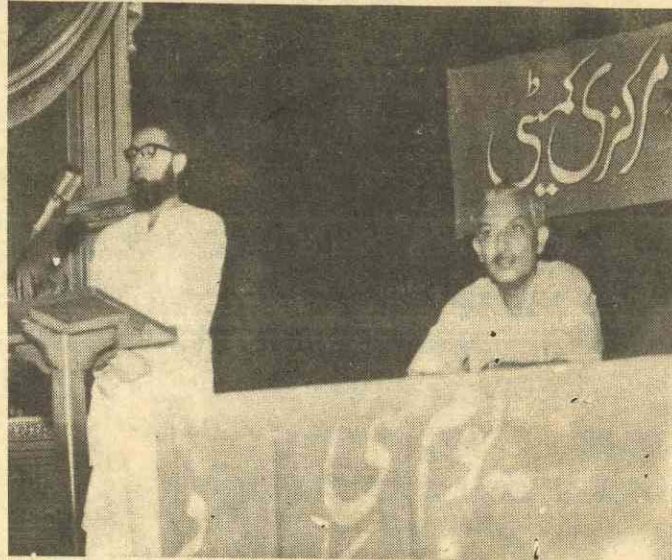


محنت کشوں نے بیداری کی پہلی انکڑا ان لی۔

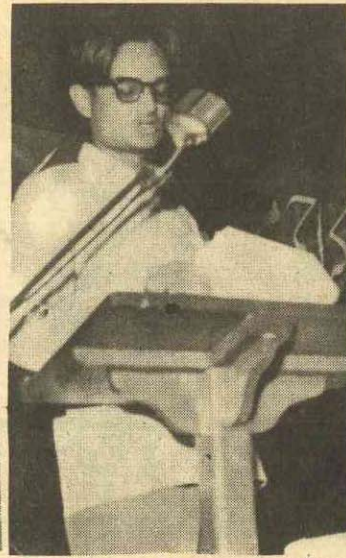
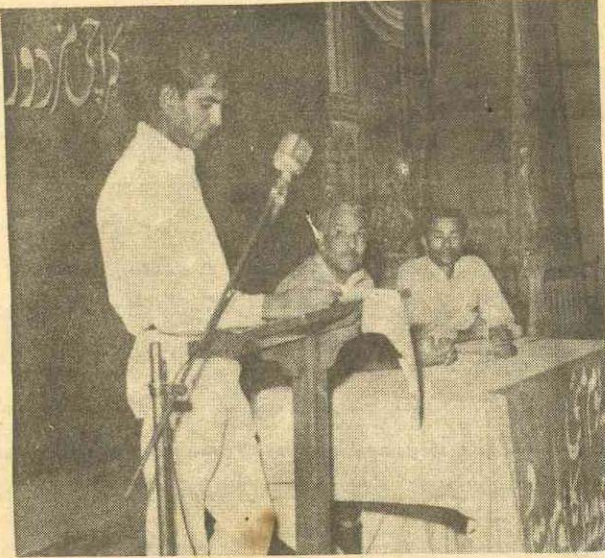
یکم مئی کی اسی روشنی اور لہورنگ صبح کی یاد میں ہر سال تمام دنیا کے محنت کش "یوم مئی" مناکر شہیدان مشکاتگو کو خراج عقیدت پیش کر کے اور ان کے ابھارے ہوئے سوچ کی کرنیں کرہ ارض پر پھیلانے کے لئے عہد تازہ کرتے ہیں۔

اسے عظیم دن کی یاد کراچی مزدور مرکزی کمیٹی کے پرچم تلے اکٹھے ہو کر مئی کو کراچی کے مزدوروں نے بھی منائی یہ ملک کی تاریخ پر پہلا اجتماع تھا جس میں مزدوروں کے حقیقی نمائندوں، بچے رہنماؤں پر خلوص کارکنوں اور پر عزم مزدوروں نے شریک ہو کر مزدور تحریک کو ایک نیا موڑ دیا۔ یہ پہلا موقع تھا جب مزدوروں نے پیشہ ور رہنماؤں کی طرف سے نظریں پھیر کر اپنے قافلے کی سالاری خود اپنے ہاتھ میں لے لی۔ یادگار اجتماع دو ادوار پر پھیلایا ہوا تھا۔ پہلے دریں کراچی مزدور مرکزی کمیٹی کا دو سالہ کونسل اجلاس منعقد ہوا جس میں محمد کے سکرٹری جناب ابن ایوب نے کمیٹی کی دو سالہ کارکردگی کی رپورٹ پیش کی اور اس کے بعد نئے سال کیلئے عہدیداروں اور مجلس عاملہ کا انتخاب عمل میں آیا۔ کونسل اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کراچی مزدور مرکزی کمیٹی کے صدر جناب طفیل عباس نے کہا کہ۔

یکم مئی ۱۸۸۶ء سے ایک نیا سوچ ابھرا تھا۔ ایک انوکھا سوچ جو محنت کشوں کی عظمت کا مظہر تھا، ان کے اتحاد کی علامت تھا ان کی بے پناہ قوت کا آئینہ دار تھا اور ان کی گرمی عمل کا روشن ثبوت تھا اس سورج کی ٹکڑنگ شعاعیں سارے عالم پر پھیل گئیں اور دنیا بھر کے



خلاوت کلام پاکے - مولانا اکبر صاحب - پے آئی اے



صغیر احمد صاحب قرار داد پیش کر رہے رنٹ۔ حین صاحب قرار داد پیش کر رہے ہیں

بے الوب صاحب مزدور مرکز کھڑے
دو سالہ رپورٹ پیش کر رہے ہیں

گامزن ہو کر اپنی منزل تک پہنچے گا۔
اجتماع کا دوسرا دور ٹیوٹم مئی کا جلسہ ام تھا جلسہ میں پی آئی اے
کے مشہور شاعر مجیب خیر آبادی نے اپنی نظم پیش کی جس میں شہیدان شکاگو
کو خراج تحسین پیش کیا گیا تھا۔ ان کے بعد صدر جلسہ جناب طفیل عباس

نے جلسہ ام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ صبح ہے کہ آج مزدور طبقے کے
ہاتھ میں شمشیر آگئی ہے اور جدوجہد کرنے کی قوت بھی شکاگو
کے مزدوروں کا پرچم پوری دنیا کے مزدوروں کا پرچم بن گیا ہے، شکاگو
کے مزدوروں کی قربانیوں سے تاریخ کا ایک نیا موڑ شروع ہوا تھا۔ اس
موڑ کے بعد محنت کشوں کا قافلہ اپنی منزل کی جانب رواۃ ہوا تھا۔ ایک ایسی
منزل کی جانب جہاں صرف سیاسی جمہوریت ہی نہیں معاشی جمہوریت
بھی ہو، عوامی جمہوریت بھی ہو اور معاشی مساوات جہاں لوٹنے کی آزادی
نہ ہو، استحصال کی آزادی نہ ہو، ظلم و ستم کا دور دورہ نہ ہو۔ اس وقت
سے اتیک مزدور تحریک نے دنیا کے مختلف ملکوں میں کتنے ہی موڑ کاٹے
سفر کی کتنی ہی صعوبتیں برداشت کیں اور اب کہیں تو یہ قافلہ منزل تک
پہنچ چکا ہے اور کہیں منزل سے قریب ہے۔ آج کے حالات میں یہ بات
صاف طور پر دیکھی جاتی ہے، آئے والا کل کس طرف کروٹ لے گا۔ آج مزدور تحریک
اور محنت کش عوام کا سرگے بڑا دشمن امریکی سامراج صرف اپنے ملک میں نیکرو
عوام کے خون سے ہی ہولی نہیں کھیل رہا ہے، بلکہ افریقہ، مشرق وسطیٰ اور
دیت نام وغیرہ میں بھی خون کی ندیاں بہا رہا ہے، وہ افریقہ، ایشیا اور لاطینی
امریکہ کے عوام کی بیداری سے خوف زدہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ تمام
نیم آزاد اور نیم محکوم عوام کی گردن پر اپنے چنگل کاٹنے کی کوششیں کر رہا
ہے، مگر آج دنیا بھر کے مظلوم عوام کے دلوں میں بیداری کی جواہر
دوڑ چکی ہے اسے روکنا کسی سامراجی قوت کے بس کی بات نہیں رہی خود
امریکہ کی سر زمین پر حریت پسند ننگے عوام نے آزادی کا پرچم بلند کیا ہے
تمام مظلوم امریکی عوام کے ساتھ ہیں اور ہمیں یہ یقین ہے کہ امریکہ کے عوام
دنیا بھر کے انقلابی جذبے کا ساتھ دیتے ہوئے خود اپنی سر زمین پر حریت

دار مزدوروں نے اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔ دو سالہ رپورٹ سے اندازہ
پتا ہے کہ کمیٹی کے بے لوث اور یا شعور کارکنوں نے اس جہاز کو صحیح
ست میں آگے بڑھایا ہے۔ منزل کا صحیح تعین کیا ہے اور ان مخالف
قوتوں کو بکھلا دیا ہے جو مزدور تحریک کے اس جہاز کا راستہ
بکنا چاہتی تھیں۔ اب ہم جن رفتار سے آگے بڑھ رہے ہیں بکھل کر
جا سکتا ہے کہ مخالفت تو توں کی پریشانی ہے جا نہیں۔ ہم نے اپنی
ت حاصل کر لی ہے کہ رجعت پرستی کے پیچیدہوں اور مزدور دشمنی
بھیکڑوں کا رخ موڑ دیں۔ ہماری اس قوت کا سبب ہماری صحیح
سیسی ہے۔ کچھ عرصے سے پی آئی اے کے یا شعور محب طن سربراہوں
نے ہمارے نقطہ نظر سمجھنا شروع کیا، ہماری پالیسی کا احترام کیا اور
مزدور مسائل کے ساتھ معقول طرز عمل اختیار کیا تو صورت حال یکسر
ل گئی اور مزدور مسائل بہتر طور پر طے پانے لگے۔ ہماری اس پالیسی کی
میاں سے گھر اگر امریکی سی آئی اے اور جماعت اسلامی نے ہم پر جھبہ پور
کر لیا۔ انہوں نے مزدوروں کی نمائندہ یونین کو ہی اکھاڑ پھینکنے کی احمقانہ
تش کی اور مزدوروں کی صفوں میں انتشار برپا کیا۔ شاید آپ کو
بات پر تعجب ہو کہ یونین کے انتخابات ہونے پر یونین کی مجلس عاملہ
جالیس آدمیوں میں سے ایک بھی آدمی جماعت اسلامی یا اس کے حمایتیوں
میں منتخب نہ ہو سکا۔ یہ ایک ایسا آئینہ تھا جس میں انتشار پرستوں کو
صورت نظر آگئی اور جس نے ہماری پالیسی کی صحت پر ہمہ قصد لٹ
ت کر دی۔ ہم ملک کے دوسرے صنعتی اداروں کو اپنے اصولی اتحاد
پالیسی کی مثال پیش کرتے ہیں اور دکھاتے ہیں کہ مزدوروں کے
مائن اس طرح حل کئے جاسکتے ہیں، صنعتی امن اس طرح قائم رکھا
سکتا ہے۔

کمیٹی کے نئے انتخابات کے بعد کمیٹی کی کارکردگی کا نیا دور شروع
تا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم نے جس منزل کا تعین کیا ہے اور جو
اختیار رکھے وہ صحیح ہے اور ہمارا قافلہ اس راہ پر تیزی سے



ایک مزدور شاعر نیوم کے پر فحبت خیر آبادی شہیدان کے
نظم پیش کر رہے ہیں خراج عقیدت پیش کر رہے

سے سزا پڑے گا، دیت نام کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ سزا سے سزا
تک یہاں ظلم ہوتا رہا اس کے بعد انہوں نے ظلم کا جواب ظلم سے دیا۔
تو امریکی سامراج گھٹنے ٹیکنے لگا، ظلم کو ختم کر دینے لے اگر خون بہانا پڑے
تو جائز ہے، ہر مذہب اور نظر سے لے کر یہی سبق دیا ہے کہ ظالم کا ماتھ
قلم کر دیا جائے۔ آج کے دن ہمیں یہ عہد کرنا ہے کہ ہم ہر مخالفت طاقت سے
ٹکرائیں گے، مشکلات کے پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر دیں گے۔ سرمایہ داری
کے بتوں کو چور چور کر دیں گے، سامراجیت کا سینہ چھلنی کر دیں گے، اور
محنت کش طبقہ کی فتح اور عظمت کا علم لہرائیں گے۔

جناب فیصل عباس کی تقریر کے بعد مزدوروں نے مزدور اتحاد زندہ باد
امریکی سامراج مردہ باد، دوتی نامی عوام زندہ باد کے فلک شگاف نعرے بلند
کئے اور جلسہ اختتام کو پہنچا۔

حیدر آباد میں بزم منشور کے زیر اہتمام "یوم مٹی" منایا گیا

میں بل بل اضافہ ہو رہا ہے، انہوں نے مزید کہا کہ آج کوئی بھی اس حقیقت
کو نہیں جھٹلا سکتا کہ جب کوئی خاص سرمایہ دار یا سامراج کے ٹکڑے پر
پلنے والا درندہ مر جاتا ہے تو اس کا سوگ منایا جاتا ہے اور "مجموعہ" کی عزت
بڑھانے کیلئے عام چھٹی کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔ لیکن دوسری طرف تاریخ اس
بات کی گواہی بھی دیتی ہے کہ جب کوئی انسانیت دوست اپنی دوستی پر
جان قربان کر لیتا ہے یا انسانیت کے نام نہاد ٹھیکیدار انسانیت کے بچے پر زور
کو بھانسیوں پر لگا دیتے یا کوئی مار دیتے ہیں یا قیدی خانوں میں اذیتیں دے
دیکر شہید کر دیتے ہیں تو کوئی چیمبر مرنگوں نہیں موتا، کہیں عام چھٹی کا
اعلان نہیں کیا جاتا اور نہ کہیں سرکاری طور پر "سوگ" منایا جاتا ہے مگر
اس کے برعکس۔۔۔ ان جانناڑوں کے پرستار اپنی عقیدت کا اظہار
صرف ہماری طرح جمع ہو کر کر سکتے ہیں اور یہ بہت حوصلہ افزا بات ہے
کہ ہم آج اپنے شہید دے کو خراج عقیدت پیش کرنے
کیلئے جمع ہوئے۔ آج ہمیں عہد کرنا چاہئے کہ ہم

پرست سرمایہ دارانہ اور سامراجی حکومت کو جو بنیاد سے اکھاڑ پھینکنے کے
میدان میں آئیں گے۔ برصغیر میں سیکڑوں سے پہلے کی ایسے حالات پیدا ہو چکے تھے
جن سے برطانوی سامراج نے اندازہ لگا لیا تھا کہ اسے اپنا بوریالٹر اسٹین
پڑے گا۔ سیکڑوں میں نیوی کی ہڑتال نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ اب انگریزوں
کو چاہنا ہی ہوگا اپنا بیکس لگائے۔ میں برطانوی سامراج سے جیسی تیسری، جو کچھ
آزادی ملی اور اس کے نتیجے میں جس طرح ہندوستان اور پاکستان آزاد
ہوئے تھے، اس سے کچھ لوگوں کو یہ توقع تھی کہ پاکستان میں حالات بدل جائیں
گئے عوام کے مفاد میں کام کر نیوالی حکومتیں قائم ہوں گی مگر آج بیس سال
گزرنے کے بعد ان خواہوں کی تعبیر الٹی نظر آتی ہے، خود سرکاری ترجمانوں
کے بیان کے مطابق آج ملک کے ۲۶ خاندانوں نے ملک کے ۶۰٪ سرمائے
پر قبضہ کر رکھا ہے جبکہ دس کروڑ عوام آج بھی مفلوک الحال ہیں۔ بیرونی
ممالک سے جو قرضے لئے جاتے ہیں ان کا ۸۰٪ حصہ صرف ۲۶ خاندانوں
میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ یہ ہے ملک کی دولت کی تقسیم کا عالم۔ ایک طرف
تو ملک کی دولت کی تقسیم میں یہ سنگین عدم مساوات ہے اور دوسری
طرف کچھ رجعت پرست اور سرمایہ دار حلقے مشرقی اور مغربی پاکستان
کے درمیان معاشی مساوات کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس کا
نتیجہ کیا ہوگا۔ صاف ظاہر ہے کہ مشرقی اور مغربی پاکستان میں معاشی مساوات
لانے کے لئے زیادہ سے زیادہ اتنا ہی کیا جائے گا کہ ملک کی دولت پر
قبضہ کرنے والوں میں مشرقی پاکستان کے بھی دس پانچ خاندانوں کو شامل
کر لیا جائے گا۔ جہاں تک مشرقی پاکستان کے عوام کا تعلق ہے وہ ہمیشہ کی
طرح اور مغربی پاکستان کے عوام کی طرح غربت افلاس اور معاشی عدم
مساوات کا شکار رہیں گے۔ اس معاشی عدم مساوات کو دور کرنے کا تو ایک
ہی راستہ ہے اور یہ وہی راستہ ہے جس کی طرف ٹکسلاؤ کے جانناڑوں نے
رہنائی کی تھی۔ صرت یکم مئی کے شہیدوں کی دکھائی ہوئی راہ پر چل کر ہی
ہم اپنے حقوق حاصل کر سکتے ہیں، پاکستان کے عوام کو ظلم کا مقابلہ ظلم

حیدر آباد، یوم مٹی کے موقع پر حیدر آباد کی تاریخ میں پہلی بار
مزدوروں اور شہر کے نوجوان شاعروں، ادیبوں اور طالب علموں نے
بزم منشور کے زیر اہتمام مشترکہ طور پر یوم مٹی منایا۔ جس کی صدارت
سکھر سے آئے ہوئے ایک نوجوان شاعر اور منشور دوست جناب جن اکبر
کمال نے کی۔ مزدور، طلبہ، دانشور اور شاعران مزدور شہیدوں کو جنہوں
نے ایک عظیم مقصد کیلئے اپنی عزیز ترین زندگی کا تحفہ دیا تھا خراج عقیدت
پیش کر رہے تھے۔

مٹی تحریک پر روشنی ڈالتے ہوئے، جناب حاجی عدیل نے کہا کہ
آج کا دن تجدید عہد اور تجدید جستجو کا دن ہے۔ اس دن کی اہمیت کا
اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ سترہ سال سے سامراجی طاقتیں اس
بات کی کوشش کر رہی ہیں کہ یکم مئی کے تقدس اور اس کی عظمت کو ختم
کر دیں۔ لیکن ان کی اس مکر وہ خواہش کے برخلاف اس دن کی اہمیت

چلو کہ ہم ہی اندھیروں کا قتل عام کریں
اٹھو کہ صبح درخشاں کا اہتمام کریں
ان کے بعد حیدر آباد کے خوش گلوں جو ان شاعرانہ کیفیت نے ایک غزل
سنائی۔

ماحول کی نزاکت دقتی کو کیا کہیں
جو راہ زن رہے ہیں انھیں رہ نما کہیں
الوزکیف کے بعد حاجی عدیل آئے اور اپنی انقلاب آفریں نظم "نعرہ امن"
سنائی۔
وہ سوجب تلک لوٹ کا راج ہے
ہم اٹھائے ہوئے جسم سرکشی
جنگ کرتے رہیں جنگ ٹوٹے رہیں
حاجی عدیل کے بعد حسن اکبر کمال صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں بحیم کی
تاریخی اہمیت پر روشنی ڈالی اور اپنا کلام عطا فرمایا
کیا شہر ہو بھلا ضامن آزادی فردا
جب ہو مٹوں یہ میری ہوں خیالات پہ پہرا
پھرتی ہے تو پھر جائے مقدر پہ سیاہی
لیکن نہ کہیں گے ہم اندھیرے کو اجالا
حسن اکبر کمال کی صدارتی تقریر اور کلام کے بعد آخر میں ایک قرارداد اتفاق رائے
سے منظور کی گئی۔

ان شہیدوں کے سرچشم کو سر بلند رکھتے اور
اس عظیم مقصد سے حصول کیلئے کوشاں رہیں گے
جس سے لئے ہمارے شہیدوں نے اپنے جان عزیز کی قربانی
دی ہے۔ یہ بات بھی ممکن ہے کہ وہ وقت ہم سر پہن
آئے جس سے گزر کر وہ ہمارے شہید امر ہو گئے ہیں جب تک
ہم اپنے سروں کو پھیلیں پر نہ لگیں مقصد کا حصول
ممکن نہیں۔ یہی آج کے دور کا تقاضہ ہے۔ اور یہی ہمارے
شہیدوں کا اصول درس جو انہوں نے ہمیں جام شہادت
نوش جان کر کے دیا ہے۔ اس درس کو سہولنا اپنے آپ کو
موت کے حوالے کر دینے سے مترادف ہے۔

انہوں نے نوجوان دانشوروں سے اپیل کرتے ہوئے کہا کہ وہ اپنی
تخلیق سے سوتے محنت کش طبقے کی سمیت موڑ دیے اور ادب
میں نام نہاد و انفرادی آزادی اور آفاقی قدروں کا
پرچار کرنے کے بجائے عوامیت، قومیت اور بین الاقوامیت
کے درخشاں مشعل بلند کریں۔ انہوں نے مزید کہا کہ محنت کش
طبقہ سب سے پسوا ہوا طبقہ ہے، اور آج بھی زمین کے
جھوٹے خداوند دن رات ان کی قوت محنت کا استحصال
کر کے اپنے عمروں میں اضافہ کرنے کے کوششوں میں
مغروں ہیں۔ لہذا سچے دانشوروں کا ادلیں کام یہ ہونا
چاہئے کہ وہ اپنے قلم کے بے پناہ قوتوں کو بڑے کار
لاکر ان شیطان صفت درندوں کو اجل سے بغلگیر کر دیں۔
حاجی عدیل صاحب کے بعد بزم منشور حیدر آباد شاخ کے ایک سرگرم
کارکن اور بزم مقررین حیدر آباد کے سکریٹری منیر الامام نے اپنا مضمون
"مقام خاک شہدائے بلند ہے تیرا" پڑھا۔ جس میں انہوں نے مئی تحریک
کی اہمیت واضح کی اور شہداء شہدائے گورنر دست خراج عقیدت
پیش کیا۔ منیر الامام کا یہ مضمون منشور کے چار مئی نمبروں میں پھرتے ہوئے
کئی مضامین کی تلخیص تھا۔ وہ پرجوش انداز میں پڑھ رہے تھے۔ یہ
دور حاضر کا سب سے بڑا المیہ ہے کہ اس امریکہ میں جہاں
اسراہم لنگن نے سب سے پہلے حکومت عوام کے، عوام
سے لئے اور عوام کے ذریعے کے نعرے بلند کیا تھا۔
وہاں آج ساری دنیا میں عوام کے حالات مکروہ سازشیں
مرتب کی جا رہی ہیں۔ یہ امریکی درندے کتنے کمزور ذہنیت کے مالک ہیں، وہ شاید
مئی تحریک کے بہرہ مند شہید ایجنٹ کے یہ الفاظ بھول گئے جو اس نے پچھلے مئی کے
ساتھ میں کہے تھے۔
"تم ہمیں مار سکتے ہو، ہمارے تحریک
کو نہیں مار سکتے۔"

منیر الامام کے بعد حیدر آباد کے ایک اور منشور دوست محمد اسماعیل بلوچ نے
یوم مئی کے منشور کا ادارہ "مئی تحریک" امر ہے۔ سندھی
میں سنایا۔

آخر میں شعری نشست کا انعقاد ہوا۔ سب سے پہلے احمد ضیاء نے اپنی
ایک نظم یقین سنائی



جدید ڈرائے کینڈے انڈسٹری نے ایک نیا اضافہ

ای۔ اے۔ ڈرائے

ڈائیزائنڈ ڈرائے کینڈے

ریشمی اور ادنیٰ ملبوسات کی ڈرائے کینڈے کا بہترین نظام

اہل ناظم آباد کو اپنے ملبوسات کی ڈرائے کینڈے کے لئے دور جانے کی ضرورت نہیں
آپ کے قیمتی ملبوسات آپ کے آپ کے علاقے میں ڈرائے کینڈے کے بجائے

بنی آئی اے اسٹاف کیلئے ۲۵ فیصد کی خاص رعایت

اپنا مشاقتی کارڈ دکھا کر کمپوز کے بلنگے کراٹے

اور

اس خصوصی رعایت سے فائدہ اٹھائیں

ای۔ اے۔ ڈرائے

ڈائیزائنڈ ڈرائے کینڈے

انارکلی مارکیٹ - پاپوش نگر

نافیہ آباد - کراچی

یہی آتی ہے کہ شب و روز

تختواہوں کے لئے اسکیل تیار ہو گئے۔ یکم جولائی ۱۹۷۷ء سے عملدرآمد ہوگا

کراچی، پی آئی اے کے گروپ آسے گروپ آتک گے ملازمین کی
تختو اموں پر نظرانی کا مطالبہ جو اکتوبر ۶۷ء کی جنرل باڈی میٹنگ کے بعد
انتظامیہ کے سامنے رکھا گیا تھا تسلیم کر لیا گیا، اس مطالبے کو منظور کرتے
ہوئے پی آئی اے کے سابق صدر راجندر ماسٹرشل اصغر خاں صاحب نے ۳۶ لاکھ
رپے سالانہ کی رقم منظور کی تھی، جس کے اندر وہ کر ملازمین کی
تختو اموں کے لئے اسکیل تیار کھیلنے لگے، یہ مطالبہ جولائی ۶۷ء سے
منظور کیا گیا ہے، یونین اور انتظامیہ کے نمائندے کا فی دنوں کے
محنت کے بعد نئے پے اسکیل تیار کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں گروپ
آ اور آ کو ملا دیا گیا ہے۔ گروپ آ اسکیل اب گروپ آ کہلائیگا
نئے اور پرانے اسکیل اس طرح ہیں :-

گروپ ۱۷ نان ٹیکنیکل ۴۱
گروپ ۱۸ ٹیکنیکل ۴۲
گروپ ۱۹ نان ٹیکنیکل ۴۳

(اس فائدے میں کرایہ مکان اور پراڈیٹ فنڈ میں استقامت کی طرف سے ملائی جانے والی زائد رقم شامل ہے)

جو لوگ پہلے سے اسپنل پے لے رہے ہیں ان کی اسپنل پے پرستور اسی طرح ملتی ہے گی۔

ہر ملازم کو نئے اسکیل میں جس جگہ پر مقرر کیا گیا ہے اسکی تفصیلات
ایڈمن آرڈر نمبر 18168-33 سے ۶۸ میں ظاہر کی گئی ہیں۔ ایک آدھ
چھوٹی موٹی باتیں جن پر عجلت کی وجہ سے توجہ نہیں دی جاسکتی تھی۔
ان پر انتظامیہ کے نمائندوں سے گفتگو جاری ہے، جس کی تفصیلات جلد
از جلد سامنے آجائیں گی۔

نئے اسکیلوں پر مقرر کرنیکے لئے سرسایتھی کو الگ الگ لیٹر جاری کئے
جائیں گے۔ ARREARS کی جلد ادا کیجیے کیلئے ہر گروپ پر الگ الگ رقم
مقرر کر کے اس کے حساب سے لوگوں کو یکمشت رقم کی ادائیجی مئی ۶۸ء کی تنخواہ
کے ساتھ کی جارہی ہے۔ پوری پوری رقم کا حساب کر کے جو زائد رقم بنے
گی وہ جون ۱۹۶۸ء کی تنخواہ میں شامل کر دی جائے گی۔

ایرڈیز ایمیل نڈیوین پی آئی اے برائے یہ شاندار کامیابی ان مزدور دشمن اور غیر ملکی ایجنٹوں کے منہ پر کھل پور طمانچہ ہے جو مزدوروں میں بے بنیاد قسم کی افواہیں پھیلا کر لے چینی اور انتشار پیدا کرتے ہیں۔ لیکن پی آئی اے کے باشعور مزدور اب اپنے اتحاد کی طاقت کو اچھی طرح سمجھ چکے ہیں اور وہ اسی عظیم اتحاد کے ساتھ تمام غیر ملکی ایجنٹوں اور مزدور دشمنوں کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنی منزل مقصود کی طرف گامزن رہیں گے

مشرقی پاکستان کے مزدور بھی مغربی پاکستان کی طرح باشعور

گروپ I آٹیکنیکل ۲۱۵ - ۵ - ۱۵۵ - ۴ - ۱۱۵
گروپ II نان ٹیکنیکل ۲۱۰ - ۵ - ۱۵۰ - ۴ - ۱۱۰
گروپ III آٹیکنیکل ۲۶۶ - ۷ - ۱۷۵ - ۴ - ۱۳۰
گروپ IV آٹیکنیکل ۳۸۵ - ۱۵ - EB - ۲۳۰ - ۱۰ - ۲۱۰
گروپ V (I) - (II) (نان ٹیکنیکل) ۳۵۰ - ۱۰ - ۲۰۰
گروپ VI (III) - (IV) () ۳۸۰ - ۱۵ - ۲۷۰
گروپ VII (V) ٹیکنیکل ۷۲۰ - ۲۵ - ۳۹۰
گروپ VIII (VI) (نان ٹیکنیکل) ۶۹۰ - ۲۵ - ۳۶۵
گروپ IX ٹیکنیکل ۹۲۰ - ۳۰ - ۵۹۰
گروپ X (VII) نان ٹیکنیکل ۸۳۰ - ۳۰ - ۵۶۰

اس تے علاوہ کم از کم کرایہ مکان ۱۲ روپے ماہانہ سے بڑھاکر
۱۵ روپے ماہانہ کر دیا گیا ہے۔

اسکیل پر نظر ثانی کے بعد ملازمین کو جس طرح نئے اسکیلوں میں رکھا گیا ہے، ان میں ہر گروپ میں لوگوں کو کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ مالی فائدہ اس طرح ہوا ہے۔

اور سخی دھیرے

جماعت اسلامی اور سی آئی اے کا گٹھ جوڑ بے نقاب ہو گیا

مزدوروں نے آستین کے سانپ کو نکال کر باہر پھینک دیا

ڈھاکہ ، بدنام زمانہ جماعت اسلامی نے اپنے آقا ابریکہ کے جاسوسی ادارے سی آئی اے سے گٹھ جوڑ کر کے ایئر ویز ایملانڈ یونین پی آئی اے کی ڈھاکہ شاخ پر بھی وہی گھناؤنا حملہ کرنے کی ناکام کوشش کی تھی جس میں وہ کراچی کے مزدور کے ہاتھوں مرنے کی کھا چکی ہے۔ لیکن مشرقی پاکستان کے خیالے اور باشعور مزدور نے اپنی درہن نگاہوں سے ان کے یہ مکر وہ مقاصد کھجھانپ لیا اور ان کا مقابلہ کر کے لئے اپنی صفیں منظم کر لیں۔

گروپ آ ٹیکنیکل	کم از کم فائدہ	زیادہ سے زیادہ فائدہ
گروپ ب نان ٹیکنیکل	۱۷ روپے	۲۷ روپے
گروپ ج	۱۵	۲۶
گروپ ڈ	۱۸	۳۱
گروپ ای ٹیکنیکل	۲۳	۴۷
گروپ اے - (۱)	۱۸	۲۹
گروپ (۱) - (۱)	۲۹	۴۷
گروپ ای ٹیکنیکل	۴۱	۴۱

بے نقاب کیا جائے گا اور اسے مزدوروں میں پھوٹ ڈالنے کا کوئی موقع نہیں دیا جائے گا۔ جلسہ عام کے اختتام پر مزدوروں نے اپنی یونین، صدر یونین طفیل عباس صاحب اور ڈھاکہ شاخ کے صدر مرزا ملحق صاحب کے حق میں پرچوش نعرے لگائے۔

اے سی ایل کے افسران کا مزدور دشمن رویہ برداشت نہیں کیا جائے گا

کراچی، ۱۶ مئی ۶۸ کو کمیونگ سیکشن کے چار سو سے زائد مزدوروں کا ایک جلسہ عام یونین آفس میں منعقد ہوا جس میں بی اے کے انتظامیہ سے مطالبہ کیا گیا کہ ذیلی ادارے اے سی ایل کو ختم کیا جائے، اس کے مزدور دشمن جنرل منیجر کرنجیا، غیر ملکی چیف اکاؤنٹنٹ سٹن اور اسٹور پرچیز آفیسر کرلمت کو برطرف کیا جائے، کمیونگ سیکشن کے ساتھیوں کا یہ مطالبہ گزشتہ عرصے سے اے سی ایل کی انتظامیہ کے مزدور دشمن اور قومی امیر لائن کے اپنے مفاد کے خلاف رویہ اور اقدامات کے نتیجے میں سامنے آیا ہے، اے سی ایل (رائز لائنز کمیونگ لمیٹڈ) ابھی چند ماہ پیشتر ہی بی اے کے ایک ذیلی ادارہ کی شکل میں تشکیل دیا گیا تھا، جس کا مقصد یہ تھا کہ بی اے کے لے اور دوسری ہوائی کمپنیوں کے مسافروں کو دوران پرواز کھانا و ناشتہ وغیرہ فراہم کرنے کے لئے ایک خود مختار ادارہ وجود میں آجائے۔ اس مقصد کے خلاف انتظامیہ نے نیکھ کیا تھا کہ بی اے کے کمیونگ سیکشن کو ختم کر کے وہاں کے اسٹاف کو لے سی ایل میں لے لیا جائے۔ اس ادارہ کے قیام کے وقت ہی یونین نے اس کی بہتر کارکردگی کی طرف سے اپنے خدشات کا اظہار کر دیا تھا، یونین نے یہ موقف بھی سامنے رکھا تھا کہ کمیونگ سیکشن کے مزدور جھوٹے اپنی زندگی کا ایک طویل قیمتی حصہ اس قومی امیر لائن کی خدمت میں صرف کیا ہے، کس طرح ایک ایسے نئے ادارہ میں مطمئن ہو کر کام کر سکتے ہیں جس کا خود اپنا ہی مستقبل مشکوک ہو۔ انتظامیہ نے یونین کے اس موقف کو تسلیم کر کے اپنے اسی اصولی اتحاد کا مظاہرہ کیا تھا، جس پر یونین اور انتظامیہ ایک عرصے سے عمل پیرا ہیں اور جو اس اہم قومی ادارے میں صنعتی امن کے قیام کے لئے انتہائی ضروری ہے چنانچہ یہ لے لیا گیا تھا کہ کمیونگ سیکشن کے ساتھیوں سے لے سی ایل میں جانے کیلئے ان کی مرضی معلوم کی جائے گی اور اس کے نتیجے میں کمیونگ کے ایک بھی ساتھی نے لے سی ایل میں جانے پر رضامندی کا اظہار نہیں کیا اور ان کی ملازمت پی آئی اے ہی میں رہی لیکن وہ کام لے سی ایل میں کرتے لگے۔

لیکن کچھ ہی عرصے بعد یونین کے وہ خدشات پورے ہونے لگے۔ جو اس نے اس ادارے کے قیام کے وقت ظاہر کئے تھے۔ یعنی لے سی ایل کے مزدور دشمن جنرل منیجر نے پی آئی اے کے رانے مزدوروں کو مختلف بہانوں سے ان کی پرانی جگہوں سے ہٹانا شروع کر دیا اور نیا اسٹاف بھرتی کیا جانے لگا، جن کو بڑی بڑی نیچاہیں دے کر پرانے اسٹاف کی ترقی کے امکانات کو ختم کر دیا گیا۔ افسر شاہی ذہنیت رکھنے والے افسران نے گام گلوج شروع کر دی اور مزدوروں کو بالکل بے سہارا سمجھ کر ان کے

گزشتہ ماہ ڈھاکہ شاخ کے انتخابات میں جماعت اسلامی اور سی آئی اے کی چھوٹی سی ٹولی شکست کھانے کے بعد یونین کا بائیکاٹ کر کے ایک نام نہاد کیرٹیکر کمیٹی بنا کر بیٹھ گئی تھی اور امریکی سفارت خانے سے گزشتہ قسم کے پمفلٹ چھپوا کر مزدوروں میں انتشار پھیلانے لگی تھی۔ ڈھاکہ کی یونین نے باوجود زبردست اکثریت کے صرف مزدوروں کا اتحاد برقرار رکھنے کی خاطر ان مٹھی بھرے افراد کا یہ مطالبہ مان لیا تھا کہ تمام مزدوروں کا ایک جلسہ عام بلایا جائے اور جلسہ عام میں جو بھی فیصلہ ہو جائے وہ مان لیا جائے۔ چنانچہ ۸ مئی ۶۸ کو جلسہ عام ہونا طے پایا جس میں مرکزی یونین کے صدر طفیل عباس صاحب اور جنرل سکریٹری الطاف حسین صاحب بھی شریک ہوئے۔ طفیل صاحب نے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مزدور سب سے پہلے مزدور ہوتے ہیں بعد میں وہ بنگالی، پنجابی، بہاری، چھٹان یا مہاجر ہوتے ہیں، سرمایہ دار جب مزدور کا خون چوستا ہے تو وہ یہ نہیں دیکھتا کہ مزدور کہاں کا ہے اور کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے، آدم جی مسلمان ہوتے ہوئے مسلمان مزدوروں کا خون اسی طرح چوستا ہے جس طرح سرمایہ دار مسلمان مزدوروں کا مذہبی اور صوبائی تعصب پھیلا کر مزدوروں کی گروہ بندیوں سرمایہ داروں نے اپنی ٹوٹ کھسوت جاری رکھنے کے لئے بنائی تھیں جلسہ عام سے خطاب کرنے کے بعد طفیل عباس صاحب نے ڈھاکہ یونین کے عالیہ اختلافات کا فیصلہ کرتے ہوئے مختلف تجاویز پر رائے شماری کروانی چاہی لیکن جماعت اسلامی اور سی آئی اے کی ٹولی کو فوراً یہ احساس ہو گیا کہ ایک ہزار مزدوروں کے اس جلسہ عام میں ان کے حامیوں کی تعداد پچیس تیس سے زائد نہیں ہے، اس لئے اس بھڑپست ٹولی نے کسی بھی تجویز پر رائے شماری سے بچنے کیلئے جلسہ میں گروہ بندی کرنے کی کوشش کی اور مار پیٹ چیخ پکار اور ہنگامہ بازی کا سلسلہ شروع کر دیا۔ یہ بات بھی واضح کوئی فرد کی ہے کہ جماعت اسلامی، سی آئی اے کی ٹولی نے پتہ نہیں کس طرح انتظامیہ کے کچھ افسران سے ساز باز کر کے پی آئی اے کی گاڑی حاصل کر لی تھی اور اس میں لائٹھیال راجا تو جھپاکر بیٹڈال کے پاس لاکھڑی کر دی تھی تاکہ وقت ضرورت مختلف قسم کے ہتھیار بھی استعمال کئے جاسکیں۔ ڈھاکہ کے مزدوروں نے اس موقع پر زبردست شعور منظم اور ضبط کا اظہار کیا اور ان مٹھی بھر افراد کی غنڈہ گردی کے جواب میں برسکون ہے اور مرکزی یونین کے صدر طفیل عباس صاحب کی تجاویز پر رائے شماری کرانے پر مصر ہے جب رائے شماری ناگزیر ہو گئی اور اس میں اپنی شکست دکھانی دینے لگی تو جماعت اسلامی دسی آئی اے کی ٹولی اپنے مختصر سے گردہ کو یکسر بیٹڈال سے نکل گئی اور اپنے طور پر جلسہ عام کا بائیکاٹ کر دیا۔ اس بھڑپست ٹولی کے مٹھی بھر افراد کے چلے جانے کے باوجود بیٹڈال بھرا ہوا تھا اور یہ معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ یہاں سے کوئی اٹھ کر گیا بھی ہے یا نہیں۔ چنانچہ مزدوروں کی زبردست اکثریت کے پیش نظر مرکزی یونین کی جانب سے ڈھاکہ شاخ کے گزشتہ ماہ کے انتخابات کو تسلیم کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔ اس جلسہ عام نے ڈھاکہ شاخ کے صدر مرزا ملحق کی قیادت پر اپنے بھرپور اعتماد کا اظہار کیا اور یہ فیصلہ کیا کہ اس امریکی ایجنٹ سیاسی جماعت کے مزدور دشمن اور ملک دشمن کردار کو ہر سطح پر اور ہر طرح

کراچی کے محب وطن سماجی کارکنوں کی نئی تنظیم کا قیام

کے ساتھ ساتھ نئی کراچی کے دوسرے مسائل حل کرنے کے لئے جدوجہد کرنے کا خیال بھی پیدا ہوا۔ لہذا جون ۶۷ء میں انجمن مہمان وطن نئی کراچی کا تنظیمی ڈھانچہ کھڑا کیا گیا۔ انجمن نے اپنے قیام کے بعد ملاؤں کی کمیٹی کے علاوہ دیگر کمیٹیوں کے خلاف تحریک چلائی اور بالآخر ملاؤں کی کمیٹی کو مجبور کر دیا کہ وہ اپنی تجاویز واپس لے۔ بسوں کے مسئلے میں انجمن کے کارکن سکریٹری آرٹی اے سے ملے اور تجاویز پیش کیں کہ بسوں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے اس کے علاوہ ۱۱۰۵-۱۱۰۵ ڈی اور ۱۱۰۵ جی پر نئے آئینری اسٹاپ قائم کئے جائیں۔ سکریٹری آرٹی اے نے کارکنوں کو یقین دہانی کرائی کہ ان تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی جائے گی۔ ایک دفعہ اچانک پانی کی فراہمی بند کر دی گئی تھی جس پر انجمن نے ڈی جی کمشنر اور چیئرمین کے ڈی اے کو ٹیلیگرام روانہ کئے تھے، اسی حال ہی میں پوری نئی کراچی کے عوام کو کئی دنوں تک پانی نہیں ملا۔ اس عرصے میں انجمن کے کارکن عوام تک پانی پہنچانے کی تگ و دو کرتے رہے انجمن کا ایک وفد ایجنٹ کیٹو انجینئر سے بھی ملا اور اس مسئلہ کو فوری طور پر حل کرنے کا مطالبہ کیا۔ اور ساتھ ہی یہ مطالبہ بھی کیا کہ نئی کراچی کے سائلوں علاقوں میں پانی کی فراہمی کے باقاعدہ اوقات مقرر کئے جائیں۔ نیزہ ڈی اور ایف ایریا میں رات کے بجائے دن میں پانی فراہم کیا جائے۔ اس تجویز پر عمل درآمد شروع ہو چکا ہے۔ انجمن نے ان معاشرتی مسائل کے حل کے علاوہ تعلیمی اور ثقافتی میدان میں بھی پورا پورا کام کیا۔ پہلی جماعت کے ساتھ طلباء کو بڑھانے کیلئے دو امتحانیاں تعلیم دے رہی ہیں اس سال طالب علموں نے دو سو کتابیں جمع کی تھیں اور پچیس سو مستحق طالب علموں میں ایک سو پچھتر کتابیں تقسیم کیں۔ ایک شاعرہ ہوا۔ ۱۴ اگست اور دسمبر کے قومی دنوں پر جلسے منعقد کئے۔ اس سال انجمن نے سماجی اور مذہبی کارکنوں کی مدد سے ایک فطرہ کمیٹی بنائی اور علاقے میں فطرہ جمع کر کے مستحق افراد میں تقسیم کیا۔

۱۵ اکتوبر ۱۹۶۷ء کو یاس قسٹ آباد میں انجمن کا قیام عمل میں آیا اس سے پہلے بستی کے غریب عوام کی سہولت کے پیش نظر ایک کوچنگ سینٹر قائم کیا جس میں نویں، دسویں اور گیارہویں جماعت کے تیس طالب علموں کو مفت تعلیم دی جا رہی ہے۔

مئی ۶۷ء میں انجمن قائم کی گئی، انجمن کے کارکنوں نے عوام کے ذہنی شعور کو نکھارنے کے لئے ادبی نشستیں منعقد کیں انجمن نے مقامی مسائل کو حل کرنے، قومی امنگوں کو پورا کرنے اور اپنی سرگرمیوں کو بڑھانے کے لئے آفس قائم کر لیا ہے۔

لائسنس کو روکنے کے بسا منہ عوام پر بے تحاشہ کیس بھرنے والے لالچ کو روکنے کی جانب سے عائد کئے گئے تو انجمن مہمان وطن لائسنس دہندگان نے اس سلسلے میں عوام کی قانونی امداد کی اور عوامی تحریک چلا کر ٹیکسوں میں تخفیف کرائی اس کے علاوہ جب بسوں کے کرائے میں اضافہ کیا گیا تو اس وقت بھی انجمن مہمان وطن نے اس کے خلاف آواز اٹھائی جس کے سبب کرایوں میں اضافہ نہ کیا جاسکا نئے تعلیمی سال کے شروع میں داخلوں کا مسئلہ

کراچی (دہاندہ منشور) کراچی میں انجمن مہمان وطن یوں تو مرکزی سطح پر ۳۳ مارچ ۱۹۶۷ء کو ہی منظم ہوئی ہے، لیکن اس سے پہلے کراچی کی مختلف نواحی بستیوں میں سماجی کارکن اپنے اپنے طور پر خدمت خلق کرتے رہے ہیں۔

ڈرگس کا سونے میں انجمن کا قیام اگست ۶۷ء میں عمل میں آیا تھا ستمبر ۶۷ء کی قومی جنگ میں جب بھارتی حملہ آوروں نے امریکی سامراجیوں کی شہ پر سامنے وطن عزیز پاکستان پر جنگ مسلط کی تو انجمن کے کارکنوں نے عوام کو مجتمع رکھنے اور منظم کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ڈرگ کالونی بلاک ۵ میں ۱۹۶۷ء کے اواخر میں تقریباً چھ ماہ تک بس چلنا قطعاً بند ہو گئی تھیں، انجمن نے دستی مہم اخبارات میں مراسلات اور متعلقہ حکام سے رابطہ کی شکل میں جدوجہد کر کے بس دوبارہ چلوائیں۔ ڈرگ کالونی ٹاؤن کمیٹی نے بلاک ۲ اور نمبر ۵ کے باشندوں پر نئی ٹیکس لگانے کی جو کوشش شروع کی تھی۔ اس کے خلاف انجمن نے رائے عامہ کو باقاعدہ منظم کیا، میڈیکل نکالا اور کمیٹی کے دفتر پر مظاہرہ کر کے چیئرمین کو مجبور کر دیا کہ وہ ٹیکسوں کے سلسلے میں اپنی عوام پرین تجاویز واپس لے۔ انجمن نے کالونی میں اسکولوں کی کمی، کالج کی غیر موجودگی داخلوں میں مشکلات، گندگی، آٹے کی کمی، بجلی کے دی لٹج میں ناقابل برداشت حد تک کمی، کمیشن پلاٹوں کی قیمتوں میں گڑبگڑ کی طرف سے اچانک اور غیر متوقع طور پر بڑھنے والے اضافے کے خلاف بھی وقتاً فوقتاً میٹنگیں کالے ہیں حکام متعلقہ سے ملاقاتیں کی ہیں۔ اجتماعی طور پر جدوجہد کرنے کی ریت ڈالی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ انجمن نے ثقافتی سرگرمیوں میں بھی دلچسپی، شاعری اور ادبی نشستوں میں کراچی کے جانے پہچانے اور عوام دوست شعرا و مدعو کر کے عوام اور دانشوروں کے باہمی تعلق کو استوار کرنے کے اصول پر عمل کیا، انڈورز گیمز کا انتظام کیا۔ دارالمطالعہ اور کتب خانہ قائم کیا۔

دسمبر ۶۷ء میں کراچی کے باشعور نوجوانوں نے مرکز تعلیم عوام کی بنیاد رکھی تھی جنوری ۱۹۶۷ء میں ایک ساتھی کے فٹے ہوئے کو اور ٹیڑ میں نویں جماعت کے طلباء کے لئے مفت کوچنگ کلاسوں کا انتظام کیا گیا۔ دوسرے ساتھیوں نے گیس بقی، درسی اور دیگر انتظامات کئے، پڑھنے والے طلباء کو بڑھانے کے لئے اپنی رضا کارانہ خدمات پیش کیں اور ساری بے سرو سامانی کے کے باوجود اپنے جذبہ ایثار و خلوص کی بدولت اپنے حوصلے اور لگن کے سہارے اس کوچنگ سینٹر میں پچیس طالب علموں کو درس و تدریس کی ایسی مثالی سہولتیں مہیا کی گئیں کہ ان میں سے ۲۲ طلباء چار مضامین میں پاس ہوئے اور تین طلباء نے تین مضامین میں کامیابی حاصل کی۔ کوچنگ سینٹر میں کتابی علم کے ساتھ ساتھ طلباء کے ذہنی نشوونما کے لئے مباحثے معلوماتی مذاکرے اور مضمون نگاری کے مقابلوں کا بھی انتظام کیا گیا، رمضان شریف میں روزے کے فضائل پر ایک تحریری مقابلہ میں جیتنے والے افراد کو ایک جلسہ میں انعامات بھی تقسیم کئے گئے۔ مرکز تعلیم عوام کے پلیٹ فارم پر محب وطن اور مخلص و بے لوث کارکن جمع ہوئے تو ان کے ذہنوں میں ان تعلیمی سرگرمیوں

جدوجہد کرنا۔

ط۔ غیر تجارتی تعلیمی ادارے قائم کرنے کا بندوبست کرنا۔

ح۔ عوام کے لئے کتب خانے اور دارالمطالعے قائم کرنا۔

کے۔ عوام کو بہتر ذرائع آمد و رفت اور ریل درساں فراہم کرانے کیلئے جدوجہد کرنا۔

ل۔ عوام کے لئے صحت مند تفریح کے مواقع فراہم کرنا۔

ہ۔ متحرک اور محب وطن سماجی تنظیموں سے تعاون کی راہیں ہموار کرنا۔

ن۔ اور ہر اور تمام وہ کام / اقدام کرنا جو مملکت پاکستان اور پاکستان کے عوام کے مفاد میں ہو۔

اسی جلسہ میں مرکزی تنظیم کے حسب ذیل عہدیدار منتخب کئے گئے۔

صدر۔ انور عباس

نائب صدر۔ موسیٰ رضا پاشا اور محمد حسین

جنرل سکرٹری۔ شمیم عالم

جوائنٹ سکرٹری حیات النبی اور محبوب احمد

سکرٹری نشر و اشاعت۔ جلیل عزمی

کلچرل سکرٹری۔ امان اللہ فاروقی

تعلیمی سکرٹری۔ افتخار جلیل

اسٹوڈنٹس سکرٹری۔ انوار کاظمی

لیبر سکرٹری۔ ابن الوب

اسپورٹس سکرٹری۔ امجد حسین

خازن۔ احسن یوسف

آفس سکرٹری۔ مشہبہ عباس

اس جلسہ میں انجمن کا جو دستور مرتب کیا گیا تھا اس کے نمایاں خطوط یہ ہیں کہ انجمن کے کم از کم پانچ سوارا کین پر مشتمل ایک علاقائی تنظیم ہوگی، انجمن کا تنظیمی ڈھانچہ دفاتی طرز کا ہوگا۔ بیس اراکین پر ایک نمائندہ منتخب کیا جائے گا، جو مرکزی کونسل کا رکن ہوگا۔ مرکزی کونسل کراچی گیرسیانے پر انجمن کی مالیات پالیسیوں اور تنظیم کی نگرانی کرے گی، فیس رکنیت ۲۵ پیسے ہوگی،۔ اخراجات کیلئے عطیات جمع کئے جائیں گے، مقامی تنظیموں کے حاصل کردہ عطیات کا پندرہ فیصدی حصہ مرکزی فنڈ میں جمع ہوگا۔

یہ تفصیلات اور حقائق پیش خدمت ہیں۔

اب یہ آپ کا فرض ہے کہ آپ بھی ان محبان وطن کی صفوں میں شامل ہوں جنہوں نے اپنے مفادات، اقومی اور عوامی مفادات کیلئے قربان کر دیے ہیں۔

روشنیوں کے شہر کراچی کے ایک ایک فرد پر خواہ وہ مزدور ہو یا طالب علم جاہل ہو یا دانشور امیر ہو یا غریب، باروزگار ہو یا پروکار صاحب مکان بے

یابے گھر یہ ذمہ داری ہے کہ اگر اسے وطن سے محبت ہے تو میدان عمل میں آئے اور جو کچھ وہ وطن کیلئے کر سکتا ہے کرے، محبان وطن کا یہ فرض بھی ہے کہ وہ

اس معاشرے کو اندر ہی اندر کھوکھلا کرنے والی دیمکوں سے پاک صاف کریں۔ یہ آج کے تقاضے ہیں۔ آپ کا یہ فرض ہے کہ ان تقاضوں کو پورا کریں

خاک وطن کا ایک ایک ذرہ ہمیں لدا کر رہے، آئیے آگے بڑھیں، انجمن محبان وطن کے رکن بنیں اور اپنے اس شہر کو اس دیکھ بھولش سے برباد نہ کرنے کے لئے سرگرم عمل ہو جائیں۔

ایک اہم مسئلہ بنا ہوا تھا۔ انجمن محبان وطن کے ایک وفد نے بلدیہ لائڈھی کو رنگی کے حکام سے ملاقات کی اور بلدیہ نے چھ اسکول قائم کئے۔

منگھوپیر میں انجمن محبان وطن کی کنونٹنگ کمیٹی مارچ ۶۸ میں بنی اور اس کے فوراً بعد انجمن کے باشعور کارکنوں نے ایک دوغناہ تمام کر دیا

جو انتہائی معمولی قیمت پر اس علاقے کے غریب عوام کو طبی سہولیتیں فراہم کر رہا ہے۔ جس میں ایک ایم بی بی ایس ڈاکٹر نے رضا کارانہ طور پر اپنی خدمات پیش

کر کے ایک قابل تقلید اور قابل ستائش مثال پیش کی ہے۔

یہ ہے وہ تنظیمی پس منظر جو انجمن کے کارکنوں کے قابل قدر جذبات و احساسات کا آئینہ دار ہے، انجمن نے نواحی بستیوں میں جس انداز سے عوام

کی خدمات انجام دی ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر قربانی کا جذبہ رکھنے والے باشعور افراد عوام سے اپنا ناطہ جوڑیں تو عوام

دل و جان سے زیادہ انھیں عزیز رکھتے ہیں، عوام دکھی ہیں۔ پریشان ہیں اپنی مصیبتوں میں گرفتار ہیں اور آخر پھر وہ کریں بھی کیا؟ آنکھیں اتنی ہیں کہ

ختم ہونے میں نہیں آتیں کوئی ایک مسئلہ ہو تو انسان اسے حل کر کے حین کار میں لے لے مگر مسائل بھی اتنے زیادہ اور اتنے پیچیدہ ہیں کہ انسانی زندگی بذات خود

ایک مسئلہ بن کر رہ گئی ہے، ان حالات میں سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں کہ محب وطن، بے لوث، فخلص، قوم پرست باشعور اور عوام دوست افراد

آگے بڑھیں اور خدمت خلق کی ذمہ داری سنبھالیں۔ انسان کے انسان کام آئے تو انسان کہلائے، ورنہ انسان اور حیوان میں کوئی فرق نہ ہے۔

وجودہ زمانے میں تو خود غرضی اور مطالب پرستی نے انسان کو بھی بھڑایا کرکھلیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جسے دیکھو اپنی دھن میں ہے کہ اپنے ہی بھائی بندوں کو پیروں تلے

کچل کر آگے بڑھ جائے۔ مگر جب در آگے بڑھتا ہے تو کوئی اور پیچھے سے آکر اسے روند ڈالتا ہے۔ ان حالات میں کراچی میں نواحی بستیوں میں

کام کرنے والے سماجی کارکنوں نے انجمن محبان وطن قائم کی اور ۲۳ مارچ کو ایک جگہ جمع ہو کر یہ عہد کیا کہ وہ عوام کی خدمت اور وطن کی محبت کے لئے

تن من، دھن کی بازی لگا دیں گے۔

اسے جلسہ عام سے حسب ذیلہ اغراض و مقاصد منظور کئے گئے۔

۱۔ عوام کے جذبہ حب الوطنی کو فروغ دینا

ب۔ صوبہ پرستی، فرقہ وارانہ تعصب اور نسلی امتیاز کو ختم کر کے باہمی یگانگت اور خلوص کیلئے زمین ہموار کرنا۔

ج۔ عوام میں تنظیمی اور اجتماعی شعور پیدا کرنا۔

د۔ عوام کی اقتصادی بہتری کیلئے امداد باہمی کے ادارے قائم کرنا۔

ه۔ عوام کے معاشی، معاشرتی اور رہائشی حالات کو بہتر بنانے کی کوشش کرنا۔

و۔ عوام کی ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کی نشوونما کا موثر انتظام کرنے کی کوشش کرنا۔

ز۔ عوام کو صحت مند اور تعمیری، ثقافتی، ادبی تعلیمی اور تہذیبی قدروں سے روشناس کرنا۔

ح۔ نعت، صفائی اور روشنی کا معقول بندوبست کرانے کی

کراچی مزدور مرکزی کمیٹی

پہلی دو سالہ رپورٹ

کراچی مزدور مرکزی کمیٹی کے دو سالہ رپورٹ پیش کے جا رہے ہیں۔ اس عرصے میں اپنے مقصد اور نصب العین کے حصول کیلئے کمیٹی نے محدود وسائل اور مختلف سمتوں سے پیدا ہونے والی رکاوٹوں کے باوجود، مزدور برادری کے سربلندی کے لئے صحیح خطوط پر سرگرم جدوجہد کر کے اپنے پروگرام کو قدم بہ قدم آگے بڑھایا ہے۔ یہاں ان کارگزاریوں کے تذکرے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ہم اپنے کام کا تنقید کے جائزہ لیں۔ غلطیوں کے چھان پھٹک کر کے ان سے سبق حاصل کریں۔ ان کے اعانے سے بچنے کے تدابیر اختیار کریں اور کامرانیوں کے روشن مستقبل میں جدوجہد کو مزید بہتر انداز میں پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے لائحہ عمل ترتیب دیں، رپورٹ چار حصوں پر مشتمل ہے۔

(حصہ اول) تشکیل کے مرحلے تک

کراچی ملک کا صنعتی مرکز ہونے کی وجہ سے محنت کشوں کی عظیم اکثریت کو اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے، یہاں کے مزدور ملک کے حصے سے بغرض روزگار یہاں سکونت اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اور اپنے خوں پینے کی محنت کے ذریعے یہاں کے سرمایہ داروں کے منافع میں اضافہ کرتے ہیں۔ اس مرکزی حیثیت کے پیش نظر ملک بھر کے مزدور کراچی کے مزدوروں کی تحریک کو بڑی امید بھری نظروں سے دیکھتے ہیں اور بجا طور پر کراچی سے رہنمائی حاصل کرنے کی امیدیں زائل نہیں ہوئے ہیں، اسی لئے قیام پاکستان کے وقت ہی سے یہاں پر ترقی پسند ٹریڈ یونین کارکنوں کی صحیح خطوط پر منظم کرنے میں شدید رکاوٹیں ڈالی گئیں۔ اور ان کے بجائے مزدور تحریک پر سامراجی مقاصد کو یوراکرنے والے تربیت یافتہ افراد کو انتظامیہ اور سرمایہ داروں کی طرف سے مسلط کیا گیا۔ اس زمانے میں چونکہ ہماری معیشت کاٹھواچھ مکمل زخمی تھا۔ اس لئے نئی صنعتوں کے قیام کے بعد ان کے لئے دیہاتی محنت کشوں کے ذریعہ مزدوروں کی ضرورت پوری کی گئی۔ دیہات اور جنگل کی محدود اور ہمدستی بریکار اور غلامی کے مقابلے میں صنعتی علاقوں کے آزاد اور وسیع ماحول میں صرف آٹھ گھنٹے کی مشروط پابند محنت کو ان مزدوروں نے تھوڑی دیر کیلئے اپنے واسطے جنت سمجھ لیا۔ اور اپنے حل طلب مسائل پر جدوجہد کرنے پر ان کا ذہن فوری طور پر آمادہ نہیں ہوا۔ یہی کچھ حالات تھے جن کی وجہ سے ترقی پسند کارکنوں کو مجبوراً نام نہاد مزدور لیڈرشپ کے درمیان رہ کر کام کرنے کا فیصلہ کرنا پڑا تاکہ اندرونی جدوجہد کے ذریعے غلط لیڈرشپ کو ننگا کیا جاسکے۔ اور محب وطن بے لوث کارکنوں کیلئے ساتھ لیکر کام کرنے کی کوئی بہتر راہ نکالی جاسکے۔

اندرونی جدوجہد کی داستان خود ایک الگ عنوان کی متقاضی ہے۔ فی الحال اس کا موقع مل نہیں ہے۔ ہم اس موقع پر مختصر ترین حصے میں ان حالات و واقعات کا تذکرہ کریں گے جو بالآخر کراچی مزدور مرکزی کمیٹی کی تشکیل اور جدوجہد کا باعث بنے، سرمایہ داری نظام کے لانے کے طور پر نیم دیہاتی مزدور طبقہ۔ بھوک۔ بیکاری۔ چھانٹ۔ تالہ بندی۔ غنڈہ گردی رشوت خوری۔ اقربا پروری۔ نحو شامد پندی جیسی برائیوں اور دیگر انتقامی کارروائیوں کا شکار ہو کر اپنے مسائل کے صحت مندانہ حل کیلئے بے بسی سے سوچنے لگا۔ تھوڑے دنوں تک سرمایہ داروں کے آلہ کار سامراج کے تربیت یافتہ بے ایمان لیڈروں کے جھانسنے میں آکر ان کی حقیقت سے

داقت ہونے لگے۔ اور اس کے بعد صحیح قیادت کو پرکھ کر منظم ہونے کی کوشش کیں۔ لیکن حکمہ محنت کی مخصوص جائیداد رائے پالیسی اور متشدانہ طرز عمل کی بدولت صحیح کارکنوں کو قید و بند اور دیگر تعزیری کارروائیوں کا نشانہ بن کر کام سے روک دیا گیا اور انھیں بدنام کر کے لئے بند تہی، صوبائی اور محضیب پھیلانے کی کوشش بھی کی گئی۔ لیکن تحریک کا نام آگے بڑھتا رہا۔

۱۹۶۷ء کے آخر میں سامراج کے اشارے پر عوام کی بڑھتی ہوئی جدوجہد اور قوم پرست جمہوری عناصر کو مغلوب کر کے لئے مارشل لا نافذ کر دیا گیا اور مارشل لانے اپنی شکل بدلتے بدلتے مزدوروں سے بڑا مال کا حق چھین کر جبری مصالحتی نظام کو مزدوروں کے سر تھوپ دیا۔ اس طرح اس سبب تہ اور

انتظامیہ نے بہت سے مطالبات تسلیم کر لئے جانے یا ان کے حل کر تسلیم کر دانے کی کوشش کیلئے تحریری ضمانت دی۔ مزدوروں کی اس کامیابی کا دلولہ انگریز اسٹریٹری پاکستان کی مزدور تحریک پر پڑا۔ ہوٹ پینڈہ موقع پرست بزدل لیڈر رشپ نے چونکہ اس موقع پر خبر و جہد سے کھلے عام لا تعلقی کا اعلان کر دیا تھا۔ اس لئے وہ مزدوروں میں بڑی طرح تنگی ہوئی، لیکن پختہ، متحجر بہ کار، باشعور اور مضبوط تنظیم کے فقدان کے باعث اس عظیم قربانی کے مطلوبہ نتائج پر آمد نہ ہو سکے۔ صرف ڈیڑھ مہینے بعد ہی وسیع پیمانے پر کارکنوں کی گرفتاریاں اور صنعتی علاقوں میں تالہ بندی چھائیوں اجڑتوں میں کمی اور تادیبی کارروائیوں کے کام پر انتظامی اقدامات کئے گئے۔ رابطہ کونسل سے متعلقہ یونینوں کے جسٹریشن منسوخ کر دیئے گئے، لیکن اس کے باوجود رابطہ کونسل اپنے صحیح پروگرام اور سوچ کی وجہ سے مزدور برادری میں زندہ رہی۔ جدوجہد کرتی رہی۔ اور مزدوروں میں اس کا کردار صاف ستھرا ہو کر سامنے آیا۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ اعتبارات پسند اور شہمت کارکنوں کو اس پلیٹ فارم کی آواز پر توجہ دینی پڑی۔ ملک کی چھ لیڈر رشپ سے علیحدہ وقتاً فوقتاً لیبر قوانین میں صحت مند تبدیلی اجڑتوں میں اضافے اور دیگر حالات کو سدھارنے کی جدوجہد میں بہت سے ٹریڈ یونین کارکنوں نے رابطہ کونسل سے تعاون کیا، جس کا تعلق مختلف فیڈریشنوں سے تھا۔

نومبر ۱۹۶۴ء میں سندھ میں نام نہاد ترقی پسندوں، بھوٹ پرست ٹوٹی نے اسی حیثیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے رابطہ کونسل کے رہنماؤں کی خلاف کام کرنا شروع کیا۔ انھیں بھولے اور بے بنیاد الزامات لگا کر مزدور تحریک کے علیحدہ کرنے یا اپنے آلکاروں کی مکروہ سازشوں کا آغاز ہوا، لیکن ساتھیوں نے ان کی غدارانہ سرگرمیوں کا منہ توڑ جواب دیا۔ ان لوگوں نے ایسے کارکنوں کے ساتھ کچھ جوڑ کیا جو ۱۹۶۲ء کی تحریک میں پیش آئند سختیوں سے گھرا کر مخصوص عیش و آرام کے فریب میں مبتلا ہو کر مزدور دشمن صفوں میں شامل ہو گئے تھے۔ بہر حال ہم نے ان لوگوں سے بھی مزدور مسائل پر مختلف مواقع پر ان سے متحدہ محاذ بنایا جب تک کہ ان لوگوں کے اصل خط و خیال ابھر کر سامنے نہیں آئے۔

قومی دفاعی جنگ ۱۹۶۵ء نے ملک سے سامراجی نیندھوں کو ڈھیلیا کرنے میں فیصلہ کن کردار ادا کیا۔ سامراج عوام کی نظروں میں مزید تنگ ہوا اور اس کے خلاف عوام میں شدید نفرت و حقارت کے جذبات پھیل گئے۔ ان حالات میں بھی سامراج کے کچھ تربیت یافتہ کچھ وطن دشمنوں نے اپنی وفاداری سامراج سے بدستور برقرار رکھی۔ ان میں ویسٹ پاکستان فیڈریشن آف ٹریڈ یونینز کی قیادت کا نام نامی شامل ہے۔ ان حالات میں اور مذکورہ تنظیم کی دیگر غیر جمہوری حرکتوں کی وجہ سے بھی ان کے ساتھ وہ کام کرنا ممکن نہیں رہا تھا۔ اس لئے ہم خیال یونینوں کے کارکنوں نے جو رابطہ کونسل سابق ترقی پسند اور اعتبار پسند کارکنوں پر مشتمل تھے۔ فیڈریشن سے علیحدہ ہو جانے کا فیصلہ کیا اس موقع پر خصوصی توجہ کے لائق نام نہاد سابق ترقی پسندوں نے نیشنل فیڈریشن میں اتحاد کی لائن چلانے کی کوشش کی لیکن اکثریت کی مخالفت اور اپنی صفوں میں سامراج دوستی کا پردہ فاش ہونے کے خوف سے

جاگتے ہوئے مزدور طبقے کے اطراف مزدور دشمن قوانین اور دیگر غیر جمہوری قوانین کا حصار لگا کر ان کی جدوجہد میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی۔ سرمایہ داروں نے ان قوانین کو اپنے حق میں استعمال کرتے ہوئے پہلے مسلط شدہ چھ لیڈر رشپ کو مزید مضبوط کر دینے کے لئے اپنے اداروں میں پاکٹ یونینوں کے لعنت کو جنم دیا۔ سرمایہ دار طبقے کے ان منفی اقدامات کے ساتھ ساتھ مزدور طبقے کی مثبت سرگرمیاں بھی بہر حال جاری ہیں۔

سامراجی ملکوں کی دی ہوئی امداد کے ٹکڑوں پر بندر بانٹ کے نتیجے میں چھ لیڈر رشپ کی محضیت منظر عام پر آئی۔ اور ان میں تین گروپ علیحدہ علیحدہ شکل میں واضح ہو کر سامنے آئے لیکن ہر گروپ نے مزدوروں کے مسائل پر مالکان سے سودا بازی کر کے اپنے ذاتی مفادات کو پورا کرنے کا کردار برت کر رکھا جس کی وجہ سے مزدوروں میں سخت انتشار کی کیفیت پیدا ہوئی۔ اس موقع پر ترقی پسند کارکنوں جو ایکال (مزدور یونینوں کی مجلس رابطہ) سے وابستہ تھے اس صورتحال کو بدلتے کی کوشش کی، اور مزدوروں کو رہنمائی اور قیادت دیتا کرنے کی ضرورت کے تحت کم از کم پروگرام کے طور پر کراچی کے اچھے کارکنوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی کوشش کی۔ پاک ٹوٹیکو کے مزدوروں کی اور ٹیک ٹائل کی کچھ صحیح اخیال یونینوں کی یکے بعد دیگرے کامیابیوں نے بھی اس قسم کے پلیٹ فارم کی تشکیل میں فیصلہ کن کردار ادا کیا۔

مزدور یونینوں کی مجلس رابطہ کی حیثیت کم از کم پابندیوں پر مشتمل ڈھیلی ڈھالی بنیاد پر مختلف اخیال ٹریڈ یونینوں کی عارضی اتحاد کی سی تھی اس پلیٹ فارم کی رہنمائی میں مزدوروں نے کئی جگہ اپنی تفلیس قائم کیں اور جدوجہد کے ذریعہ اپنے حالات کو بہتر بنانے میں کامیابی حاصل کی۔ اور ساتھ ملک میں صحت مند مزدور قوانین اور دیگر سہولتوں کے لئے آواز اٹھائی۔ لیکن بہت جلد اس جاندار تنظیم کو مفاد پرستوں نے نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ جن میں قابل ذکر حرکت نیشنل آکس فیڈریشن گروپ کی تھی۔ مذکورہ لوہے نے اس تنظیم کو فیڈریشن کی شکل سے کراس کا الحاق امریکی سی آئی اے کے ایک ذیلی ادارہ بنام آئی۔ سی۔ الٹ۔ ٹی۔ یو سے کر دانے میں ناکام ہو کر اس ادارے میں بھوٹ ڈالنے کی کوشش کی۔ بعد میں خود حکومت نے سرمایہ داروں کی مدد سے اسے تباہ کر دینی پالیسی اختیار کی۔ رابطہ کی یونینوں کے ساتھ انتظامیہ اور محکمہ محنت نے جاندارانہ طرز عمل اختیار کر کے انھیں نقصانات پہنچائے۔ دوسری طرف یونینوں اور خوشامد پینڈ لیڈر رشپ نے انتظامیہ کی نیم فضا مند انہ خاموشی سے مشہ پاک مزدور دشمن سرگرمیوں کو اپنی انتہا تک پہنچایا۔ اور مزدوروں کے لئے جینا دو بھر کر دیا۔

۱۱ جولائی ۱۹۶۳ء کے خلاف فروری ۱۹۶۳ء میں کراچی کے مزدوروں نے سرفروشانہ جدوجہد شروع کی، روٹی۔ روزگار۔ عزت۔ انصاف اور دوسرے حقوق کے لئے بہت سی ملوں میں ہڑتالیں ہوئیں۔ انتظامیہ کے اہلکار کے باوجود کمالات کو منصفانہ بنانے کی کوششیں نہیں کیں بلکہ حکم ماریج ۱۹۶۳ء کو محنت کشوں کی مقدس خون سے مہولی کھیل کر امن کی آواز کو لانے کی کوشش کی۔ لیکن مزدوروں کی قوت کے آگے، انتظامیہ اور مالکان ٹیک کر سمجھوتہ کرنا پڑا۔ جس کے تحت ۹ نکاتی معاہدہ عمل میں لایا گیا

ممبران مجلس عاملہ

۹- حفیظ خان - ۱۰- منصور خان - ۱۱- محمد شفیق - ۱۲- عبدالجلیل
۱۳- نسیم الدین - ۱۴- غیاث الدین - ۱۵- نصرت اللہ - ۱۶- اقبال امجدی

یوسف خان یوسف ذی - ۱۹- عرفان علی - ۲۰- سردار خان - ۲۱- ستار حسین
۲۲- الطاف حسین

حصہ دوم

کارکردگی

جمیٹی کی قابل ذکر یونین مسلم کرشن ٹرانسمٹ یونین پرملکان نے اس کے ترقی پسندانہ کردار اور اس کے ذریعے ملک کی دوسری یونینوں کو فعال کرنے کی کوشش کے پیش نظر اس کی تنظیم پر حکمہ کیا۔ مطالبات کئے گئے جانے والے پُر امن مظاہروں کا بیانہ بنا کر یونین کے جنرل سکریٹری سمیت گیارہ عہدیداروں اور سرگرم کارکنوں کو کام سے نکال دیا گیا۔ اس موقع پر جمیٹی جانب سے منتظمین کے خلاف اور ملازمین کی ہمدردی میں پوسٹر جاری کیا گیا، ملحقہ یونینوں نے یونین کی ہمدردی میں قراردادیں منظور کر دے کیں، یونین نے اپنا تنازعہ صنعتی عدالت میں داخل کیا بالآخر انتظامیہ کو یونین کے ساتھ معاہدہ کر کے ملازمین کو سہولتیں دینی پڑیں۔ مگر یونین اپنے عہدیداروں کو کام پر واپس رکھوانے میں ناکام رہی۔

مختلف یونینوں کی جدوجہد میں امداد اور تعاون

کراچی کی مختلف یونینوں کی جدوجہد میں ملحقہ یونینوں نے روزنامہ انجام، جی، کے، این کورنگی ورکس لیبر یونین کے تالہ بندز دوروں اسٹیل کارپوریشن لاندھری کے مزدوروں کی تائید و حمایت کی۔ اور انجام کے ہڑتالی ملازمین کے ساتھ تعاون و امداد کے جذبے کے اظہار کے لئے صنعتی علاقوں میں بیچر، لگاے گئے، جنرل سکریٹری نے دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ سیکوریٹی پرنٹنگ پریس کے ہڑتالی مزدوروں کے سلسلے میں کراچی کی دوسری ٹریڈ یونینوں کے ساتھ پوری طرح حصہ لیا جسکے نتیجے میں یونین اور انتظامیہ کے درمیان تنازعہ باعزت بنیاد پر طے ہوا۔ دٹھا کہ سیرم کورٹ سے پیدا ہونے والے سقم کے خلاف بننے والی ایکشن جمیٹی میں مزدور جمیٹی کے موقف کے مطابق حصہ لیا گیا۔ اور یہ اصول طے کر دیا گیا کہ جب تک مزدور قوانین میں مزدوروں کے مفاد کے مطابق تبدیلیاں نہیں کی جاتیں۔ عارضی اتحاد ایکشن جمیٹی کی شکل میں موجود رہے گا۔ اس مقصد کے لئے مزدور قوانین کی خامیوں کے متعلق ایک مینو پمفلٹ نکلوا گیا۔ لیکن جیسے ہی حکومت نے آئین میں ترمیمیں کیے سقم دور کیا۔ جمیٹی بھی موقع پرستی کی نظر نہ گئی۔ ان سرگرمیوں کے علاوہ بسوں کے کرائوں میں اچانک اضافے اور دوسرے شہری مسائل پر بھی جمیٹی کی جانب سے جدوجہد کی گئی۔

(یافے آئندہ)

کے پیش نظر ان لوگوں نے اپنی لائن واپس لے لی۔ اور ایک علیحدہ فیڈریشن بنانے کا فیصلہ کیا، پھوٹ پسند سابقہ ترقی پسندوں نے بہر حال نئی فیڈریشن کے بننے میں بھی اپنی غدارانہ روش برقرار رکھی کنویننگ جمیٹی کے اجلاسوں کے دوران ہی ان لوگوں نے رابطہ کونسل کے رہنماؤں کے خلاف سازشیں کیں۔ اور فیڈریشن کے عہدیداروں کی فہرست اس طرح ترتیب دینے پر اصرار کیا۔ جس کے ذریعہ نئی فیڈریشن میں ہماری حیثیت بالکل بے اثر ہو کر رہ جائے۔ اس کے علاوہ پی آئی اے یونین اور رابطہ کونسل کی دوسری یونینوں میں انتشار پھیلانے کی کوشش بھی کی گئی۔ ان حالات کا گہری نظروں سے تجزیہ کرنے کے بعد ہمیں واضح طور پر فیصلہ لینا پڑا کہ منافق، پھوٹ پسند، موقع پرست، بد معاشر لیڈر شپ سے وسیع ترین محاذ کی ضرورتوں کے پیش نظر اندھا دھند تعاون سے صحیح سوچ اور مزدور تحریک کو فائدے کے بجائے نقصانات پہنچنے کا احتمال ہے۔ اور یہ کہ مزدور تحریک کو ان بھول بھلیوں میں بھٹانے کے بجائے خود اپنے محدود وسائل کو ذہانت سے استعمال کر کے صحیح حکمت عملی اور تعین سمت کی جانب کام شروع کیا جائے۔ اور اسے تدریج و وسعت دے کر ملنگیہ حیثیت دی جائے۔ منصوبہ بہت مفید تھا۔ اسی مناسبت سے اس میں رکاوٹوں اور مشکلات کا اندازہ بھی ساتھیوں کو تھا، لیکن باہمت جیلے کارکن بھی جو محنت کشوں کے طبقاتی شعور کی روشنی اور صحیح فکر سے مسلح ایماندار اور بے لوث قیادت کے تحت منظم تھے۔ آخر کار ایک فیصلہ پر پہنچ گئے

مزدور مرکزی کمیٹی کا قیام

۱۴ اپریل کو ایس او ایس کلب صدر کراچی میں تیس یونینوں کے نمائندہ اجلاس نے کراچی مزدور مرکزی جمیٹی کے قیام کا اعلان کیا۔ اور خطاب و احادیث کو کنوینئر مقرر کرنے اور افراد پر مشتمل ایک کنویننگ جمیٹی مقرر کی گئی جمیٹی کے ذمے تنظیم کا دستور مرتب کرنے اور ٹیلی گرافٹ ملنگیہ بلاک باقاعدہ انتخاب کروانے کی ذمہ داری عائد کی گئی۔

مزدور مرکزی کمیٹی کے انتخابات

۱ جولائی کے دن پاکستان کی مزدور تحریک میں ایک سوط آیا۔ کراچی کے جیلے اور بہادر کارکنوں نے اپنی طبقاتی تنظیم کو آخری شکل دیدی۔ مندرجہ ذیل جمیٹی کے مندرجہ ذیل عہدوں اور ممبران مجلس عاملہ منتخب کیا۔

- ۱- صدر طفیل عباسی
- ۲- نائب صدر راول عبداللہ باج
- ۳- نائب صدر دوم محمد عالم
- ۴- جنرل سکریٹری واحد بشیر، جو انٹسپیکٹری
- ۵- ابن الوب
- ۶- جو انٹسپیکٹری ضیاء الحق
- ۷- سکریٹری نشر و اشاعت
- ۸- شرف حسین رضوی
- ۹- خازن حاجی عدیل
- ۱۰- قانونی مشیر۔ اظہر عباس

ایک ادیب شاعر کی فلم

تم میسر ہو



ندیم اور صوفیہ بانو فلم "تم میسر ہو" میں

آخر سے اسٹیشن دیکھنے کے بعد سرور صاحب سے یہ اسید بندھ گئی تھی کہ وہ آئندہ بھی عام روش سے ہٹ کر معیاری فلمیں بنانے کی کوششیں جاری رکھیں گے۔ لیکن انوس کہ سرور صاحب کے قدم بہت جلد و گم گائے اور وہ اپنے گزشتہ معیار کو برقرار نہ رکھ سکے جس کا نتیجہ نیم جاسوسی نیم رومانی فلم "تم میسر ہو" ہے۔

فلم کی کہانی کا جہاں تک تعلق ہے کہانی کا قطعی طور پر غلط انتخاب ہوا ہے جبکہ اس انداز میں متعدد فلمیں منظر عام پر آ کر پٹ چکی ہیں۔ اس سلسلے میں مشرقی پاکستان ہی کی فلم "پیسے" قابل ذکر ہے جس میں مشیم کورج کا روپ دہاتے دکھایا گیا ہے۔ کہانی کا انتخاب اس لئے بھی غلط ہوا ہے کہ کہانی کا ہمارے موجودہ دور سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مانا کہ قتل و زنا ہمارے معاشرے میں بہت عام ہو چکے ہیں۔ لیکن اس انگریز جیک کا کوسوں پرست نہیں جو کہ آزادی سے پہلے یہاں موجود تھا۔ جبکہ ہمارے ملک کا سرمایہ دار طبقہ از خود مکمل جیکوں کا گروہ ہے اس گروہ میں ایک سے بڑھ کر ایک بدکردار موجود ہے۔ جیک نامی انگریز کا دیہاتی لڑکے کی بانی کے ساتھ زنا کرنا، بانی کو انگریز کے یہاں سیلائی کرنے والے چودہری کا بدنامی کے خوف سے قتل کر کے اپنی یارسانی کو قائم رکھنا، بانی کی چھوٹی بہن ستمولی کا بانی کی روح بن کر فاضل کا سراغ رکھنے کی کوششیں کرنا، سلمان ندیم کا ہنرمیں آرٹسٹ دوست کے یہاں بانی کی تصور دیکھ کر متاثر ہونا اور پھر سندھین کے بنگلے میں اس کی روح پر فریفتہ ہو کر خود بھی قاتل کا سراغ لگانے کی سعی کرنا فلم کا مکمل مرکزی خیال ہے۔

مرکالے عام فلم زبان میں لکھے گئے ہیں جو کہ مکمل تاثر رکھتے ہیں موسیقی کوئی خاص نہیں گاؤں کی دھنیں ایسی معلوم ہوتی ہیں کہ رو بن گھومش کو زبردستی دھنیں بنانے پر مجبور کیا گیا ہو۔ سرور صاحب کے لغات اور سطر درجے کے ہیں۔ ندیم کی اداکاری اس کی سابقہ فلموں کی اداکاری سے مختلف نہیں اس کی اداکاری میں کوئی خاص نکھار پیدا نہ ہو سکا۔ اندیم ندیم نے پوری فلم میں زخمی ہونے کے بعد بڑے اچھے تاثرات دئے ہیں۔ مشیم کا چہرہ بھی کچھ ایسا تھا کہ اسے کھل کر اداکاری کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ صوفیہ بانو کا کردار گو کہ اضافی ہے، لیکن اس کے مرکالے ادا کرنے کے انداز میں ایک فلمی پن پایا جاتا ہے۔ ڈیرہ صغر کے مزاج میں شائستگی اور انفرادیت ہے۔ انور حسین اپنے کردار میں کامیاب ہے، تم میرے ہو سے سرور صاحب یہ تاثر دینا چاہتے تھے کہ زنا اور قتل ایسے جرم ہیں

جس کو ہم کب کبھی پوشیدہ نہیں رہ سکتا اور ہمارے معاشرے میں ایسے افراد بھی موجود ہیں جو کہ اپنی بہنوں اور بیٹیوں کا سودا غیر ملکیوں سے کرتے ہیں، اس مقصد کیلئے سرور صاحب نے قتل و زنا کو فلم کا مرکزی خیال بنا کر ہماری کہانی کا لوجھ ندیم (سلمان) اور ستمولی (مشیم) کے کندھوں پر لا د کر گھسے پٹے موضوع کو اور بھی مضحکہ خیز بنا دیا ہے، سرور صاحب ایک سلیکھ ہوئے دماغ کے شاعر ادیب ہیں۔ اس دور کے شاعر اور ادیب سے جس کا ہاتھ بروقت معاشرے کی دکھتی رگوں پر ہوتا ہے، ایسی کہانی کے انتخاب کی اسید نہیں تھی۔ یہ دور ایٹمی دور ہے اس کے تقاضے ہی کچھ اور ہیں زندگی کے ہر شعبہ میں نت نئے تجربے ہو رہے ہیں۔ لیکن ہماری فلم اندسڑی پرانی لکیروں کو ہی پیٹے جا رہی ہے، فلم ہی وہ واحد ذریعہ ہے جس سے ممکنہ خیال تک زندگی کے پہلوؤں، معاشرے کے الجھاؤ، تہذیب و تمدن کے اثاثی اذکار و عقائد کی نشوونما ہوتی ہے اس ملک کے بیشتر عوام غریب اور مزدور ہیں ان کے مسائل وغیرہ کو ان کے حل کے ساتھ تقریبی انداز میں بڑی خوبصورتی کے ساتھ پردہ فلم پر پیش کیا جاسکتا ہے جس سے عوام کے ذہنوں کو تفریح کے ساتھ ساتھ جلا بھی مل سکتی ہے جس کے لئے اس میں کوئی شک نہیں سخت محنت اور کاوش کی ضرورت ہے اگر فلم کے ذریعے محض روپیہ بطور نامے تو یہ بات دوسری ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی سوچ لیں کہ ہمارے ملک کے بیشتر عوام غریب مزدور ہیں ان کا پیسہ سخت جانفشی اور محنت سے کمایا ہوا ہوتا ہے اسے خدا کے لئے آرٹ اور تفریح کے بہانے لوٹنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔

نگار خانوں کے روشنی میں

(نمائندہ فلم منشور)

کر ہے، اس فلم کے لئے حال ہی میں ہندی حسن کی آواز میں دہلی پریم نغری کا ایت لال محمد اقبال کی موسیقی میں ماڈرن اسٹوڈیو میں صدا بند کیا گیا ہے۔ گھنٹہ کی کہانی نوکیلا نے تھریئر کی اور مکالمے سرور زیدی نے لکھے ہیں۔ نمایاں کردار ادا کرنے والے میں شمیم، شکیل، جیم جیم، محال ایرانی، درمبال، سلیم وغیرہ۔

تم کہاں میں کہاں

"میرا پیار رکا ہے اسبنا مرزاؤں کے لکھے ہوئے اسی طریقہ نغمہ گو گوشتہ دنوں دیا پر فلم بند کیا گیا۔ ناساز محمد احمد قریشی اور خالد یوسف کی اس فلم کے ہدایت کاری کے ذریعہ وارمنی میں۔ موسیقی جاوید مرور۔ اداکار دیا۔ محال۔ ترم۔ تننا۔ زالا۔ طلعت صدیقی۔ راشد۔ منور سعید، قاضی واجد۔ معصوم شاہ اور طلش۔ کہانی آغا نذیر کاوش نے تحریر کی۔

"الیٹن اسٹوڈیو میں سیٹ تیار کرنے والے"

چودہ سالہ پرانے متری کو صرف دو سو روپے ماہوار! گزشتہ دنوں کراچی کے سب سے بڑے اور پرانے نگار خانے الیٹن اسٹوڈیو کے مزدور ساتھیوں سے ملاقات کے دوران چند بنیادی اہم مسائل سامنے آئے۔ اسٹوڈیو میں کام کرنے والے تقریباً دو سو کارکنوں جن میں ٹیکنیشنز، معمار، مزدور وغیرہ شامل ہیں، انھیں نہ تو بونس دیا جاتا ہے اور نہ کسی قسم کی طبی سہولتیں ہی میسر ہیں اور نہ انھیں کام اور محنت کے لحاظ سے مناسب اجرتیں دی جاتی ہیں۔

اسٹوڈیو میں سیٹ تیار کرنے والے چودہ سالہ پرانے متری نے بات چیت کے دوران بتایا کہ کسی پرچے یا اخبار کے نمائندے نے آج تک ہماری طرف پلٹ کر بھی نہ دیکھا انھیں ہمارے مسائل سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے وہ تو یہ معلوم کرنے آئے ہیں کہ صبح کو لٹا رنگ پسند کرتی ہے وحید مراد گھوڑا سواری جانتا ہے یا نہیں سرائیک سوال کا جواب دیتے ہوئے متری نے کہا چودہ سال سے سیٹ کی ایک ایک نوک پلک سنوار رہا ہوں جس کا معاوضہ صرف دو سو روپے ماہوار ملتا ہے۔ اور دکھانے کیلئے بکٹیں ہی کا اہتمام ہے جبکہ یہ بات قابل ذکر ہے کہ الیٹن اسٹوڈیو سترہ اچھا اہل اسٹوڈیو سے، عام انداز سڑکی کی طرح اس کا شمار بھی انداز سڑکی میں ہی ہوتا ہے ہمیں بننے کی رفتار میں دن بدن اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے، پھر کیا متری میں کراچی اسٹوڈیو کے کارکنوں کے مسائل خصوصی توجہ نہیں دی گئی، میں امید کرتا ہوں کہ مالک اسٹوڈیو ان کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کریں گے ان کے مسائل حل کئے بغیر فلم کے شعبوں میں ترقی کا خیال قطعاً ناممکن ہے۔



فلم ساز و ہدایت کار قمر زیدی کی زیر تکمیل فلم 'سازگار' میں وحید مراد اور نرالا

سیمی پروڈکشن کی اولیں پیش کش سالگرہ

کراچی، گزشتہ دنوں ماڈرن اسٹوڈیو میں ہدایت کار قمر زیدی کی ہدایت میں وحید مراد، طارق عزیز، راجیلہ، ناز بیگم، شرمیلہ اور فہال کا کام سالگرہ کے لئے فلم بند کیا گیا، شمیم آرا اور وحید مراد لیڈنگ رول ادا کر رہے ہیں۔ دیگر اداکاروں میں نگہت سلطانہ، ریحانہ صدیقی ایس ایم سلیم، محال ایرانی اور نرالا شامل ہیں۔ کہانی شمس حنفی نے تحریر کی ہے موسیقی ناساز دے رہے ہیں نغمات شیون رمنوی کے ہیں، آرٹ ڈائریکشن سلطان فرید کے ذمے ہے جبکہ چیف اسٹنٹ ڈائریکٹر اسماعیل مین ہوں گے۔

وحید مراد ڈائریکٹر کی صف میں

کراچی، فلم ساز و ہدایت کار وحید مراد اپنی ذاتی فلم، اشارہ کی فلم بندی گزشتہ دنوں شروع کر چکے ہیں۔ اس فلم میں لیڈنگ رول وحید مراد اور دیا ادا کریں گے موسیقی سہیل رانا ترتیب دے رہے ہیں جبکہ مصنف و تہذیب نگار سرور انور ہیں۔ ان دنوں لہری کا کام فلم بند کیا جا رہا ہے، اس فلم کی خصوصیت یہ ہے کہ وحید اور دیا نے پہلی بار ایک دوکانہ بھی گزشتہ دنوں صدا بند کروا دیا ہے۔

فلم ساز و ہدایت کار سمیع الدین کی فلم گھروندا

نویز پروڈکشن کی پہلی فلم گھروندا جو کترینی سے تکمیل کے مراحل طے

بزمِ منشور

فارم رکینیت

نام دلایت
پیشہ تعلیم
عمر مشاغل
گھر کا پتہ
دفتری یا کاروباری پتہ
جس جگہ ملازم ہیں کیا وہاں کوئی یونین ہے؟
اگر یونین ہے تو یونین کا نام
اگر یونین ہے تو کیا آپ یونین کے رکن ہیں؟
کیا آپ یونین کے کسی عہدے پر فائز ہیں اور اگر ہیں تو کس عہدے پر فائز ہیں؟
جناب مدیر منشور !

میں ادارہ "منشور" کی تجویز کے مطابق ماہ اپریل ۱۹۶۸ء کے ادارہ کے مندرجات اور منشور کی پالیسی سے کلی اتفاق رکھتے ہوئے بزم منشور کی رکینیت کا خواستگار ہوں، اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ منشور کی ترقی و بقا نیز "منشور" کے مقاصد کی ترویج و ترقی کے لئے پوری پوری کوشش کروں گا۔

مورخہ دستخط





Peek Frean's



اپونڈ پیکس کے علاوہ اب
فیملی سائز ٹن میں بھی دستیاب ہے

پیک فرین
۱۸۵۶ء سے مشہور انگلش بسکٹ

ماری
ٹالس

گلیکسو

شارٹ کیک

ڈائجیسٹو

کسٹرڈ کریم

جنجر نٹ

جلد پیش کئے جائیں گے

بربن - سالٹش - اورنج کریم

پاکستان بھر میں ہر جگہ دستیاب ہیں
بسکٹ لیجئے بہترین - تازہ خستہ پیک فرین

THE MONTHLY MANSHOOR KARACHI

پی آئی اے

کے پروازیں

ہنگامہ

اسٹینڈ

فینکفرٹ

سیرونی

بغداد

روم

جاتی ہیں



ان کے علاقہ پی آئی اے کی پروازیں :- لندن - جنیوا - قسبرہ - بیروت - ماسکو - تہران -
کویت - جدہ - دھران - دوحہ - دبی - بحرین - کابل - کراچی - ڈھاکہ - کھمنڈو -
رنگون - کیمن - شنگھائی - کوہی جاتی ہے۔

مزید تفصیلات کیلئے اپنے نزدیک ایئر لائنز یا کسی پی آئی اے آفس سے رجوع فرمائیں۔

پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز PIA